سِجن

ازقلم:آمنہ عمیم

باب چہارم

(قبر کی تنہای سے پہلے قدرت ہمیں کیی بار تنہا کرتی ہے ۔تاکہ ہم خالقِ حقیقی کے تعلق کو سمجھیں)

(بانو قدسیہ)

دکھ یہ ہے میرے یوسف و یعقوب کے خالِق

وہ لوگ بھی بچھڑے ،جو بچھڑنے کے نہیں تھے

اے بادِستم خیز تیری خیر کے تو نے

پنچھی وہ اڑایے جو اڑنے کے نہیں تھے

تم سے تو کویی شکوہ نہیں چارہ گری کا چھوڑو یہ میرے

ہی بھرنے کے نہیں تھے

اے یست ادھر دیکھ کے ہم نے تیری خاطر

وہ دن بھی گزارے جو گزرنے کے نہیں تھے

اے گردشِ ایام ہمیں رنج بہت ہے

کچھ خواب تھے ایسے کہ بکھرنے کے نہیں تھے

صبح ہوی موسلادھار بارش نے اسلام آباد کا موسم خاصہ خوشگوار کر دیا تھا۔۔ آسمان ابھی بھی کالے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا ہوا میں گیلی مٹی کی خوشبو اور سڑکوں پر بنے پانی کے تالاب میں جھلکتا آسمان اور درختوں کا عکس چھلک رہا تھا۔ہر چیز دھل کر پہلے سے زیادہ نکھر گیی تھی ۔۔ سفید گیٹ کو عبور کریں تو ڈراییو وے کے ارد گرد پڑے پودوں پر پانی کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے پودوں کی خوبصورتی کو بڑھا رہے تھے ۔۔روش کے بایں جانب گیلی گھاس پر قدم بڑھاو تو کچھ دور بنے کمرے کا ماحول باہر کے خوشگوار موسم سے یکسر مختلف تھا۔۔ کمرے کی گارڈن کی طرف بنی شیشے کی دیوار باہر کا دلفریب منظر دکھاتی دوبارہ ہونے والی بارش کا عندیہ دے رہی تھی کمرے کے وسط میں پڑے ٹیبل پر بے شمار کاغذات بکھرے پڑے تھے انہی کے اوپر پڑے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جمایے بیٹھا حیدر منہمک سا سکرین پے چلتی خواجہ صاحب کی اعترف کی ویڈیو کوی دسویں بار دیکھ رہا تھا ۔۔۔

ٹیبل کے پیچھے بنے بک ریکس میں پڑی کتابوں پر اٹی مٹی بتا رہی تھی کے ان کو عرصے سے نہیں کھولا گیا۔۔ دوسری جانب بنی دیوار پر سبز رنگ کا بوڑڈ جس کے سامنے کھڑا صفوان ایک ہاتھ میں مارکر لیے بھنویں بھینچے غور سے بوڑد کو دیکھ رہا تھا۔۔ مختلف تصویریں خاص سکیونس سے بوڑڈ پر چپساں تھیں ۔۔۔ ایک جانب لگی ان تمام بچوں کی تصاویر جو لاپتہ تھے اور ان کی رپوڑٹ درج کرایی گیی تھی ۔۔۔ ان سے آگے وہ بچے اور لڑکیاں تھیں جن کی لاشیں کچھ عرصہ سے شہر کے مختلف حصوں سے مل رہی تھیں ۔۔۔۔ تمام تصاویر سرخ دھاگے سے ایک دوسرے کو کراس کرتی ۔ بورڈ کے آخری حصے پر بنی خالی خاکے پر جڑتی تھیں جس پر بڑا سا سوالیہ نشان بنایا گیا تھا ۔

کمرے کے تیسری کونے میں پڑے کاوچ پر نیم دراز اورہان کچھ اس انداز سے کاوچ پر لیٹاتھا کے ایک ٹانگ سفید جوگرز سمیٹ کاوچ پر فولڈ کر رکھی تھی اور دوسری ٹانگ زمیں پر دراز تھی --- ہاتھ میں پکڑے سٹکی نوٹز سے پیج پھاڑتے بڑی مہارت سے مینڈک بناتے اپنے سینے پر ڈھرتا اور پھر دوبارہ سے یہی عمل دھرتا ---کاغذ کے یہ مینڈک کچھ اس انداز سے بنایے گیے تھے کے ہلکےسے انگلی کا پریشر ڈالتے تو پھدک کے کچھ اینچ آگے جاتے تھے -- ایسے کیی مینڈک اورہان کے سینے پر اکٹھا تھے --- اور کچھ کی لاشیں زمیں بوس ہو چکیں تھیں --بورڈ کے سامنے کھڑے صفوان نے نظریں بورڈ پر جمایے ہاتھ کو ٹیبل کی سطح پر مارتے سٹکی نوٹس ڈھونڈنے چاہیے تھے گردن موڑتے ٹیبل کے اردگرد دیکھتے نظر کاوچ پر دراز اورہان سے اس کے ہاتھ میں پکڑے نوٹس تک گیی تھیں ----ماتھے پر بل لیے درمیان کا راستہ عبور کرتے جھپٹنے کے انداز سے باقی بچے نوٹز چھینے اسی خاموشی سے واپس مڑا تھا --تین نفوس کے ہوتے ہویے بھی کمرے میں خاصی خاموشی تھی ----

لیٹے لیٹے گردن گھما کر ایک نظر حیدر پر ڈالے دوسری صفوان پر ڈالی تھی -- ہاتھوں کو اکڑتے انگڑایی لیتے اورہان اٹھ کر بیٹھا تھا سینے پر دھڑے کاغذی مینڈک زمین پر گرے تھے جن کو بڑی مہارت سے اورہان نے بوٹوں کی مدد سے کاوچ کے نیچے کرتے ہاتھ جھاڑے --- قدم قدم چلتے وہ دروازے کے سامنے پڑے قد اور شیشے کے سامنے رکا ہاتھ کو اٹھایے سینے تک لاتے بازو کے مسلز چیک کیے --لایٹ بلیو شرٹ اور بلیک جینز کے نیچے پہنے سفید جوگرز ---کسرتی جسم اور شہد رنگ آنکھوں میں چھایی نیند کی خماری -- ہاتھ بڑھاتے ماتھے پر گرے بالوں کو پیچھے کیا --- پھر کچھ بال دوبارہ ماتھے پر گرایے دل ہی دل میں اپنی خوبصورتی کو صراحا --- جیب میں ہاتھ ڈالتے کچھ تلاشا اور آخر کار چیونگم کا پیکٹ نکلاتے شیشے میں نظر آتے حیدر اور صفوان پر نظر پڑی تھی جو پچھلے پندرہ منٹ سے اس کی حرکات ملاحظہ کر رہے تھے ہاتھ کے اشارے سے انہیں چیونگم کی آفر دی جسے اگلے ہی لمحے کندھے اچکاتے منہ میں ڈال لیا گیا تھا--

اگر آپ کا قلولہ ختم ہو گیا ہے تو برایے مہربانی فرما کر کیس پر کچھ کام کر لیں --- حیدر کے ٹھنڈے انداز پر اورہان نے انکھیں گھمایی ----

اوہ مجھے لگا تب سے تم دونو شرلکز ہوم بنے دیواروں سے چپکے ہو تو حل ہو گیا ہو گا -------

فضولیات چھوڑ کر اگر فوکس کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا---

بلکل بجا فرمایا ---- ببل منہ میں گھماتے بورڈ کو ایک نظر دیکھا پھر صفوان کے ہاتھ سے مارکر لیتے کچھ لمہوں کے انتظار کے بعد کمرے میں اورہان کی سنجدہ آواز گونجی ---

ہم لوگ غلط سمت چل رہے ہیں ---- جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لیے وار اس جانب سے کرنا چاہیے جہاں دشمن کا دھیان نہ ہو--- بات کرتے وہ تیزی سے بورڈ پر چپکی تصویروں کی جگہ بدلتے ان کو نیی ترتیب سے لگا رہا تھا

ہمیں مجرم کے تعاقب میں نہیں جانا ہمیں دشمن کے خطے میں سے مظلوم کو ٹارگٹ کرنا ہے -----

مجھے یہ کہتے ہوے افسوس ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسے معاشرے کا حصہ ہیں جہاں مظلوم گھروں میں) قید اور مجرم سر بلند کیے ایک معتبر فرد کی حثیت سے زندگی گزار رہے ہیں ـــ ٹی وی کی سکرین پر ابھرتاحیدر کا سنجیدہ چہرہ اور بھاری آواز سٹڈیو میں گونجتی ماحول میں تناو پیدا کر رہی تھی ـــ نیوی بلیو تھری پیس سوٹ جیل سے سیٹ کیے بال اور فریم لیس گلاسس لگایے وہ ٹیبل پر پڑے کاغذات پر ایک نظر ڈالے بول رہا تھا ـــ بچوں سے زیادتی میں پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔ پاکستان میں بچوں سے جنسی زیادتی کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں بچوں کے ساتھ زیادتی کا تخمینہ روزانہ کے حساب سے 12 سے زیادہ ہے، جس میں پاکستان میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے کل رپورٹ ہونے والے واقعات میں سے 2,325 متاثرین لڑکیاں (55%) اور 1,928 (45%) لڑکے ہیں۔ یہ صرف وہ ریشو ہے جس کو رپورٹ کیا گیا ہے باقی وہ بچے یا لڑکیاں جو گھر کی عزت بچانے کے لیے آواز بلند نہیں کرتے اس سب کا حصہ نہیں ہے ۔سندھ میں، بچوں سے زیادتی کے سب سے زیادہ (483) کیس رپورٹ ہوتے ہیں دوسرے نمبر پر (233) کیسز پنجاب میں رپورٹ ہوئے۔ اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کے ہماری حکومت اس معمالے میں خاموش ہے ـــ کون ہیں یے بچے ـــ کہاں جاتے ہیں کیا انجام ہو تا ہے ـ عینک ٹیبل پر رکھتے پاس پڑے گلاس سے حلق تر کیا--- کب تک خاموشی سے ہم اپنے گھروں کو اجڑتے دیکھتے رہیں گے--- حیدر کی آواز ہوا کے دوش پر سوار سٹدیو سے نکلتی اسلام آباد کی حدود پھلانگتی کراچی کے اس دو مرلہ مکان میں داخل ہوی تھی ـــ جہاں نیم کا درخت آج بھی پورے شان سے کھڑا صحن میں ٹھنڈی چھاوں دے رہا تھا پر آج اس کے نیچے پڑا تخت خالی تھا چھوٹے سے کمرے میں ڈبا نما ٹی وہ پر حیدر کا چہرہ نمایا تھا اور اس کے سامنے بیٹھی منال نے پاس پڑے کاغذ پر تیزی سے ٹی وی پر ابھرتے فون نمبر کو نوٹ کیا تھا کمرے میں اب بھی حیدر کی آواز گونج رہی تھی ـــ میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں جہا ں بھی مجھے سنا جا رہا ہے ـ اپنے لیے آواز اٹھایے نیچے دیے گیے نمبر پر رابطہ کریں اور اپنے ساتھ یا اپنے اردگرد ہوی کسی بھی زیادتی کے لیے آواز اٹھاییں ـــ منال نے ایک نظر چارپای پر ہوش سے بے گانہ ماں پر ڈالی تھی اور دوسری نظر دھوپ میں تپتے صحن میں داخلی دروازے پر ڈالی ـانکھوں میں موجود خالی پن سے ٹی وی پر نظر آتے حیدر کو دیکھتے دماغ میں (جمع تفریق کی جو اب آخری الوادعی کلمے بول رہاتھا

بادشاہ کی ریاست میں مظلوموں کو اس کے خلاف اکٹھا کر دیں تو محل کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں ---
بورڈ پر اورہان نے کچھ اور تصویروں کا اضافہ کرتے صفوان اور حیدر کو دیکھا---

اور اس کا پہلا فایدہ یہ ہو ا کے اس تمام عمل پر سب سے پہلے بلبلانے والا دشمن کی نشاندہی کرے گا--- حیدر نے اورہان کے ساتھ کھڑےہوتے بورڈ پر سوالیہ نشان کی جگہ ایک اور تصویر چپساں کی ---- آنکھوں کے سامنے آج صبح کا منظر تازہ ہوا----

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے حیدر تم جانتے ہو کیاکر چکے ہو --- یہ شو کے بعد کا منظر تھا ڈاریکٹر) کے آفس میں پر سکون سا بیٹھا حیدر مزے سے چایے کی چسکیاں لیتے اپنے سامنے غصے سے آگ بوگلا ہوتے فیصل کو دیکھا ---اور کیا کر چکا ہوں میں ؟؟؟واللہ ایسی معصومیت فیصل نے کھا جانے والی نظروں سے حیدر کو گھورا---

تم شاید تین سال پہلے ہونے والا انجام بھول چکے ہو؟؟؟ تم حکومت کی کریڈیبیلٹی کو نشانہ بنا رہے ہو --

نہیں میں حکومت کو حوش دلا رہا ہوں کے عوام کو بیوقوف بنا نا بند کریں - ہر بار آواز اٹھانے والے کو دبادینے سے گناہ چھپ نہیں جایا کرتے --ٹھنڈا دو ٹوک لہجہ اس وقت فیصل کو زہر لگا تھا --ماتھے پر بل آیے -

رحمان ملک پریشر ڈال رہا ہے ؟؟؟

کس چیز پر؟؟؟ ہاتھ میں پکڑا مگ ٹیبل کی سطح پر رکھا -فیصل نے گہری سانس لیتے اپنے آپ کو کمپوز کیا

تم نے جو کھلے عام حکومت کے گریبان پر ہاتھ ڈالا ہے وہ تمہیں کچھ عرصہ منظر سے غایب کرنے کا کہہ رہے ہیں ؟

مطلب جاب سے فارغ کرنے کا- حیدر نے سمجھ کے سر ہلایا --- اس بار بولا تو آواز میں تپش تھی --

فیصل صاحب حکومت کے تلوے چاٹنا آپ کے لیے ضروری ہو گا میں کم از کم یہ کام نہیں کروں گا -- طیش سے کہتے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے باہر کی طرف قدم بڑھایے .

کبھی کبھا ر زندگی بچانے کے لیے تلوے چاٹنا ضروری ہوتا ہے حیدر مصلحت بھی کویی چیز ہے ٹھنڈے دماغ سے سوچو رحمان ملک کے خلاف کھڑے ہو کر تم تاریخ دھراو گے -- سمجھانے والے انداز میں کہتے فیصل نے حیدر کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی - یہ بھی سچ تھا حیدر کے شوز کی ریٹینگز

سے ان کے چینل کا ادھا بزنس چلتا تھا ۔ اس کی فین فولنگ اور لوگو ں میں مقبولیت ۔۔ وہ اس سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے تھے پر اوپر سے پڑتا پریشر

مجھے حق کے لیے جتنی بار مرضی آواز اٹھانا پڑی میں اٹھاوں گا ۔۔ چاہیے اپنی جان سے ہاتھ گنوانا پڑے کم از کم یہ تسلی تو ہو گی کے میرا نام مجرموں کی فہرست میں نہیں آتا۔۔ ٹھنڈے لہجے میں (کہتے ٹھاہ کی آواز سے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا

اور رحمان ملک ہمیں ہمارے باقی ٹارگٹز تک پہنچایے گا۔۔ سوالیہ نشان کی جگہ اب رحمان ملک کی تصویر واضح تھی ۔۔۔

دوسرا ٹارگٹ ؟ صفوان کی آواز پر حیدر اور اورہان نے ایک دوسرے کو دیکھا ۔۔۔

وہ جو اس سب میں شامل تھا اور اب ضمیر کی ملامت سے اس سب سے بھاگنا چاہتا ہے ۔۔۔ حیدر نے شیشے سے نظر آتے منظر پر نگاہیں ٹکای۔۔۔

یہ جمال کیا ، یہ جلال کیا

یہ عروج کیا ، یہ زوال کیا

وہ جو پیڑ جڑ سے اکھڑ گیا

اسے موسموں کا ملال کیا

وہ جو لمحہ لمحہ بکھر گیا

وہ جو اپنی حد سے گزر گیا

اسے فکر و شام و سحر کیا

اسے رنجش مہ و سال کیا

سب کچھ ٹھیک جا رہا ہوتا ہے زِوا مجھے لگتا ہے میں ہیل کر رہی ہوں پر ایک جملہ ۔۔۔ ایک میسج مجھے دوبارہ وہاں کھڑا کر دیتا جہاں سے میں چلی تھی ۔۔۔ مجھے لگتا ہے میں کبھی ٹھیک نہیں ہو سکوں گی ۔۔۔۔ فلک کے لہجے سے چھلکتی بے بسی زوا محسوس کر سکتی تھی ۔۔۔ کمرے میں مدہم سی روشنی اور کلیوں کی دھیمی خوشبو روح کو پر سکون کرتی تھی ۔۔۔ وایٹ کیپری کے ساتھ لایٹ پنک کلر کا لانگ کرتا پہنے بال فرینچ ناٹ میں باندھ رکھے تھے آنکھوں میں ابھرتے سرخ ڈورے رات جگے کی غمازی کر رہے تھے اپنے ذہن میں اٹھتی سوچوں کو جھٹکتے فلک پر فوکس کرنے کی کوشش کی ۔۔۔

زیادہ کیا چیز تکلیف دیتی ہے ---- پلٹ جانے کی سوچ؟ اپنوں کے طنز؟ یا احساسِ ندامت؟--- لہجے کو پروفیشنل بناتے فلک کے ایک ایک انداز کو نوٹ کیا جو سر جھاکیے ایک ٹانگ کو مسلسل ہلاتے .. کچھ وقفے کے بعد بولی

نہیں جانتی میں .. طنز برداشت کر لینے چاہیے کہ میں گناہ گار ہوں ---- احساس ندامت رب کے سامنے کھڑا ہونے سے روک دیتاہے ----- اور ہونٹوں کو بری طرح سے چباتے کچھ لمہوں کے لیے توقف کیا ..

پر وہ تمام لوگ جو میرے ساتھ اس سب کا حصہ رہے ہیں وہ مجھے سر اٹھا کر جینے نہیں دیتے --- ہر بار کوی بلیک میلینگ ---- کوی پرانی یاد --- کوی پرانا گناہ --- یاد کروا کے واپس پلٹنے پر مجبور کرتے ہیں --- زوا چونکی تھی ..

تمہیں وہ لوگ بلیک میل کر رہے ہیں ؟ زوا کے جواب میں وہ بس سر ہی ہلا سکی

پولیس -----زوا کی بات مکمل ہونے سے پہلے تیزی سے کاٹی

نہیں مجھے ایسا کچھ نہیں کرنا میں یہ سب خود ہینڈل کر لوں گی آپ بس مجھے کچھ بتا ییں میں ان سوچوں سے چھٹکارا پانا چاہتی ہوں ---

دیکھو فلک آج کل تو اتنی آرگنایزیشن ہیں جو عورتوں کے حقوق پر آواز اٹھاتی ہیں تم ہمت سے کام لو ان سے چھٹکارا پانا ضروری ہے ---- فلک کے لہجے میں خوف محسوس کرتے زوا نے تسلی دینے کے لیے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا تھا جسے فلک نے دونوں ہاتھوں سے تھاما

میں اپنا سب کچھ گنوا چکی ہوں عزت تک .. اب ماں باپ کی عزت کو گلی کچوں میں نہیں روندنا چاہتی آپ بس کوی دوایی کوی تھیرپی بتا دیں بس. زوا نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی --- کورے سفید کاغذ کو کچھ لمہوں کے لیے غایب دماغی سے تکتے جب بولی تو آواز سادہ تھی ---

سب سے پہلے اپنے آپ کو یقین دلاو کے جس زندان میں تم قید ہو اس سے آزادی پانا ضروری ہے --- اپنے آپ کو مجرم سمجھنا چھوڑ دو --- جو جرم کر چکی ہو اس پر افسوس،اظہارِ ندامت ،فرسٹشن سب ٹھیک ہے پر اس سب میں قید رہو گی تو لوگ بھی آزاد نہیں کریں گے ---ہم سب انسان زندگی کے کسی حصے میں قید ہیں -----ہاتھ میں پکڑے کورے کاغذ پر ایک نقطہ بناتے کاغذ اپنے اور فلک کے درمیان رکھا ---

یہ ہم ہیں ۔کسی یاد میں --- کسی سوچ ۔کسی ندامت ۔کسی ٹراما میں قید .بال پواینٹ کی نوک نقطے پر رکھتے ایک نظر فلک پر ڈالی

اور یہ وہ لوگ جو ہمارے رازوں سے واقف ہیں۔جن کے سامنے ہمیں لگتا ہے ہم تا عمر نظر نہیں اٹھا سکیں گے ۔۔ نقطے سے کچھ فاصلے پر ایک لمبی لکیر کھینچی --- فلک کی انکھوں میں آنسوں اکٹھے ہونے لگے تھے وہ منظر شاید وہ پوری زندگی نا بھول سکتی جب اس کا باپ جھکے کندھو سے اس کا لٹا پٹا وجود گھر لے کر آیا تھا ----

اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں آپ چاہتے ہو آپ کے چلے جانے کے بعد بھی ان رازوں سے واقف نہ ہو سکیں ---ایک اور لکیر پہلی لکیر کے ساتھ جوڑی ۔۔آنسوں اب اس کا چہرہ بھگو رہے تھے --- اپنا منگیتر یاد آیا تھا جس کے لہجے میں اس کے لیے محبت اور عزت تھی اور ہر بار اس کا سوچنے کے بعد دل بری طرح سے کانپتا تھا کے زندگی کے کسی موڑ پر اسے پتہ لگ جایے وہ کیا کرتی رہی ہے اور اس سے آگے ساری سوچیں ختم تھیں

یہ وہ لوگ ہیں جو اس طرز زندگی کو اپنانے کے لیے فورس کرتے ہیں --- ایک اور لکیر پہلی دو لکیروں کے ساتھ جوڑی ۔۔کمرے میں اب اس کی دبی سسکیاں گونج رہی تھیں جن کو نظر انداز کرتے زوا مسلسل بولتی جا رہی تھی ---

اور یہ آخری یہ دروازہ ہے فلک جو ہم اپنے سامنے کھڑا کیے اس کو بند کر دیتے ہیں --- پیج پر ایک چکور ڈبہ بن چکا تھا جس کے درمیان بنا ڈاٹ نمایا ں تھا۔

یہ تم پر منحصر ہے فلک کے تم تا عمر اس حبس زدہ قید میں سانس لینا چاہتی ہو یااس قید سے آزاد ہر سوچ سے آزاد کھلی فضا میں -----؟

کچھ لمحے ہی صیح پر میں سانس لینا چاہتی ہوں پرسکون سانس ---ہچکیوں کے درمیان بے بسی سے بولتے چہرہ ہاتھوں سے صاف کیا ---

تو سب سے پہلے ان کو فیس کرو جن کے سامنے تم سر نہیں اٹھا سکتی ----

ان کی نظروں کی ملامت ۔۔ طنز --- ہتک امیز رویہ ۔۔ بہت مشکل ہے ۔

آزاد ی کا پہلا قدم یہی ہے فلک کے ڈٹ کے اپنے خوف کا مقابلہ کرو جو چیز چبن دے اسے ایک بار میں نکال دینا چاہیے جتنا عرصہ جسم میں رہے گی اتنا زہر پھلایے گی ---- طنز کر رہے ہیں سنو--- ان کے اندر کا غبار باہر آنے دو اعتبار ٹوٹے تو ساری زندگی زخم رستا ہے ۔۔ پر اس سب کے جواب میں اپنے آپ کو مظلوم بنانا چھوڑ دو کمرے میں چھپ کے طنز برداشت کرنے کی بجایے ہاتھ تھام کے اعتراف کرو کے کسی کمزور لمحے کی نظر نے یہ سب کرنے پر مجبور کیا تھا ---

اور اگر ہاتھ جھٹک دیا ---لہجے میں موجود خوف نے زوا کو گہرا سانس لینے پر مجبور کیا

تو دوبارہ پکڑو انہیں یقین دلاو کے تم اس سب سے نکل رہی ہو ۔۔ اگر وہ واقع تمہارے لیے مخلص ہیں تو تمہیں اس سب سے نکالنے میں مد د ضرور دیں گے --- اور اگر مدد نہ کی جایے تو سمجھو قید کا ایک دروازہ کھل گیا ہے جو شخص تمہیں قید سے آزاد نہیں کر سکتا اس کے لیے اپنے آپ کو قید کرنا بیوقوفی ہے ---- چیر سے اٹھتے ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی انڈیلتے نظر دروازے میں کھڑے طراب پر پڑی تھی جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے جانے کب سے ان کے سیشن کا حصہ بنا ہوا تھا ۔۔ زوا نے

ناگواری سے اسے دیکھا --- فلک باقی سیشن کل یہاں سے شروع کریں گے --- نظریں طراب پر ٹکایے ٹشو سے ناک پونچھتی فلک کو مخاطب کیا جو سر ہلاتے طراب کے نزدیک سے گزری ----

سیشنز کانفڈینشل ہوتے ہیں سر ؟ چبا چبا کے کہتے طراب کو شرم ڈلایی جو ڈھیٹ بنے کاوچ تک آتے ٹیبل پر پڑے ٹشو کے ڈبے سے کی ٹشو ایک ساتھ کھینچتے کاوچ کی سطح صاف کرتے اس پر بیٹھتے زوا کو دیکھا

جرمز یو نو--- اپنے عمل کی وضاحت کی اور ساتھ ہی دروازے میں کھڑے عمیر کو اشارہ کیا جو ہاتھ میں چاکلیٹز کا ڈبہ اور سفید گلابوں کا بکے اٹھایے کمرے میں داخل ہوتے چیزیں ٹیبل پر رکھتے تابعداری سےہاتھ باندھے دہلیز میں کھڑا ہوا تھا ----

کانفیڈینشل ہمممم معذرت میں بھولنے کی کوشش کروں گا پر میری یاداشت بہت اچھی ہے --- لہجے میں افسوس بلکل نہیں تھا -- ٹیبل کے قریب سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی زوا نے ظبط سے اس شخص کی موجودگی برداشت کی

یہ سب کس لیے --- اشارہ ٹیبل پڑی چیزوں کی طرف تھا

اوہ یہ سوچا آ پ کی منگنی کی مبارک باد دے دوں یو نو ---- اچھے بوس ملازمین کی خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں -- شہادت کی انگلی سے کوٹ ان کوٹ کا اشارہ کرتے زواک کو آگ لگایی

افسوس آپ کا وقت برباد ہوا منگنی ابھی ہویی نہیں ہے -- نہ ہی ارادہ ہے تو آپ اپنا سامان لے جا سکتے ہیں

اوہ پر ہمارے خاندان میں عورت کو چار لوگوں کے سامنے جس کے ساتھ منسوب کر دیا جایے -- اس کی قبر پر کسی اور مرد کا قطبہ بھی لگا ہو اس کے باوجود بھی وہ تا عمر منسوب شدہ مرد کے نام سے ہی جانی جاتی ہے --- زوا بلبلا کے رہ گیی تھی

ویسے کون سا خاندان سر جس کا کویی نام و نشان تک نہیں ہے ---- آہ ٹھنڈک اندر تک پہنچی تھی --- نیولا نہ ہو تو -- اور پہلی بار اتنے عرصے میں پہلی بار زوا نے اس شخص کے سپاٹ تاثرات میں ڈرار پڑتے دیکھی تھی اگلے ہی لمحے اپنے آپ کو کمپوز کرتے کاوچ سے اٹھتے زوا سے کچھ فاصلے پر رکے سیاہ آنکھیں زوا کی آنکھوں میں گاڑی ----

گڈ سٹاک کر رہی ہیں آپ مجھے --- اچھی بات ہے پر ایک راز کی بات بتاوں آپ کو مس مراد--- ہلکا سا زوا کی طرف جھکتے بے لچک لہجے میں بولتے زوا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوی تھی --- اتنی سیاہ اور بے جان آنکھیں ---- ہر بار اس شخص کی موجودگی میں اٹھتی عجیب سی خوشبو زوا کو پہلی بار خوف محسوس ہوا تھا بلکل ویسا خوف جو شہرام کی موجودگی میں ہوا تھا

کچھ رازوں کو زندان میں قید رہنا چاہیے --- قید سے آزادی مل جایے تو جینا عذاب ہو جاتا ہے --- زوا کے کانوں میں سور پھونکے وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس مڑا ---

پنچھی قید سے آزاد ہو رہیں ہیں عمیر قید سخت کرو ----- قیدیوں کو حقوق کا اندازہ ہونے لگے تو صیاد مشکل میں آجاتا ہے --- ٹھنڈے لہجے میں اپنے پیچھے آتے عمیر کو کہتے لمبے ڈگ بھرتے لابی میں غایب ہو ا---

----

کیا اما میں نے چھٹی آپ کے ساتھ کام کرنے کے لیے تھوڑی لی تھی-- بالوں کو بامشکل کیچر میں قید کیے ناک سے پھسلتی عینک کو شہادت کی انگلی سے واپس جگہ پر لاتے -- کیچن میں اوزگل کی دہای کوی دسویں بار گونجی تھی جسے تمام افراد نے ایک کان سے سنتے دوسرے سے نکالا تھا --- چونکہ کے اسلام آباد کا موسم خوشگوار تھا تو ہسپتا ل جا کے اوزگل اپنا موڈ برباد نہیں کرنا چاہتی تھی -- ایسا اس کا سوچنا تھا -- تو چھٹی کیے ارادہ دیر تک سونے کا تھا پر دیسی ماں ہونے کا ثبوت دیتے ہوے مہر نے آج کیچن کی ڈیپ کلینگ میں اوزگل کو شامل کر لیا تھا جس کی دہایاں عروج پر تھیں -- لاونج میں بیٹھے میر آفان نے افسوس سے بیٹی کی حالت کو دیکھا تھا پر بچانے سے قاصر تھے ---

جتنا وقت تم شکایت لگانے میں ضایع کرتی ہو ی ےاتنے میں ایک کیبن صاف ہو جاتا ہے --- اس کے ہاتھ سے مصالحوں کے ڈبے لیتے مصروف سے انداز میں کہا

حد ہے ایک آپ کام کروایی جا رہی ہو اوپر سے طنز بھی --- میری بھی کوی عزت ہے یا کام ہو گا یا نقص نکلیں گے سوچ لیں کیا کرنا ہے آپ نے ---کپڑے کو شیلف پر پھنکتے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے پر مہر کی صرف گھوڑی نے کپڑا دوبارہ اٹھانے پر مجبور کیا ---

چلیں ایسا کرتے ہیں اوز آپ میری الماری ٹھیک کر دیں یہ میں کر دیتا ہوں --- بیٹی کی حالت پر رحم کھاتے آخر کار میدان میں کود ہی پڑے تھے پر اگلے ہی لمحے مہر کی اواز نے دونوں باپ بیٹی کو بھیگی بلی بننے پر مجبور کیا --

کوی کسی کا کام نہیں کرے گا آپ کو زیادہ مسایل ہیں تو کچھ دیر کے لیے گھر سے باہر چلے جاییں --- ابھی کیچن صاف کرے اور پھر اپنا کمرہ -- اللہ کی پناہ ایسے بد سلیقہ میرے گھر کے مرد نہیں ہیں جیسی یہ لڑکی ہے ---خفگی سے بولتے مہر نے میر آفان ن کو کیچن سے نکالتے اوزگل کو نیا کام سونپا تھا جو بس بے ہوش ہونے کے قریب تھی --- ٹی وی لاونج میں بیٹھے عالیان نے مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ میڈیکل کی کتا ب میں دیا تھا -- اور عالیار سب سے لاتعلق سے ایک کونے میں موبایل کی سکرین میں گھسا اردگرد سے بے خبر تھا ---

یہ میری زندگی کی آخری چھٹی ہے آیندہ کے بعد کبھی آف نہیں لوں گی ---

ہاں نا لینا ہمارے کون سے کام آسان ہوتے ہیں تمہاری چھٹی سے الٹا بڑھتے ہی ہیں---

اماں اب یہ زیادتی ہے -- اوزگل بلبلا کر رہ گیی تھی --- اپنے حق میں آواز اٹھاتی اس سے پہلے ہی فون پر آتے انجان نمبر نے توجہ اپنی طرف دلایی --

ہیلو؟ آنکھیں چھوٹی کیے آواز کو پہچاننے کی کوشش کی

اوزگل ---

ڈاکٹر اوزگل میر بات کر رہی ہوں آپ کون ؟-- کرسی پر بیٹھتے محتاط انداز میں پوچھا ---

وہی جس کے ہسپتال میں آپ بریک اپز پر ماتم کرتی ہیں--- سپاٹ لہجے میں کہی گیی بات نے اوزگل کے چودہ طبق روشن کیے تھے -- فون کان سے ہٹا کر بے یقینی سے دیکھا ---زبان پر آتا نیولا بامشکل روکے گلا کھنکارا

سر طراب ؟

جی طراب عالمگیر ۔۔جاننا چاہ رہا تھا کے ایسی کون سی مصروفیت تھی جو آج کی ساری اپایمنٹ کینسل کیے آپ گھر آرام فرما رہی ہیں؟؟فون کی دوسری طرف سے اآتی اواز پر اوزگل نے منہ بنایا عینک کو آنکھوں پر جماتے بولی تو آواز سخت تھی

ہر انسان کے کچھ پرسنلز ہوتے ہیں سر امپلایے کو سپیز دینی چاہیے --- ویسے بھی مہینے میں ایک چھٹی ہر انسان پر فرض ہے --

یہی سنہری اصول آپ یاد کر کے دل سے کام کریں تو مجھے یقین ہے مس ڈورا آپ ترقی ضرور کریں گی --- پر ہمارے معاشرے میں آلس پن کو محنت پر فوقیت دی جاتی ہے تبھی پاکستان ترقی نہیں کر پاتا ---ڈورا یہ شخص اوزگل کے ہاتھوں قتل ہونے والا تھا

بجا فرمایا سر اگر آپ اپنے سنہری اصولوں کی کتاب مجھے دے دیں تو میں ضرور اس سے فیض یاب ہونا پسند کروں گی ---سرخ چہرے سے لفظ چبا کر ادا کرتے اوزگل ظبط کا دامن تھامے ہوے تھی ورنہ منہ توڑنا اتنا مشکل نہ تھا۔

ضرور کتاب کے ساتھ باقاعدہ کلاس دینا بھی پسند کروں گا میری وجہ سے کویی بگڑا انسان راہ راست پر آجاے تو مضایقہ نہیں ---آخری بات کہتے وہ مسکرایا تھا

بہت بہتر سر آپ نے اتنا قمیتی وقت مجھے دیا میں احسان مند رہوں گی خدا حافظ --- وہ کچھ اور بھی کہتا اس سے پہلے کھٹاک سے فون بند کیے موبایل سکرین کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا پھر چہرے پر ابھرتی شیطانی مسکراہٹ لیے طراب کا نام نیولے کے نام سے سیو کرتے بھر پور طریقے سے مسکرایی -- یہ پڑی دل میں ٹھنڈک --

بہت افسوس کی بات ہے اوزگل کم از کم دوسروں کو تو اپنی زبان کے جوہر نا دیکھاو کیا سوچتے ہوں گے یہ تربیت کی ہے ماں باپ نے --

اماں آپ نے ابھی اس نیولے کی زبان کے جوہر نہیں دیکھے ورنہ میری فرما برادری پر شکرانے کے نفل ادا کرتی --- فخر سے گردن اکڑای --

ہمممم بہت بُری بات ہے اوز کسی کو الٹے نام سے نہیں پکارتے -- میر آفان نے اوزگل کو ٹوکا تھا جو ان کی آواز سنتے تیزی سے لاونج میں بیٹھے میر آفان کے پاس تھپ سے بیٹھی تھی -- اور مہر نے افسوس سے کیچن میں بکھرے سامان کو دیکھا -- جانتی تھی ااب یہ لڑکی واپس یہاں کا منہ نہیں کرے گی --

ابا یہ تو کویی بات نا ہوی پہل اس نیولے نے کی تھی پتہ ہے پوری میٹینگ میں تیس لوگو ں کے سامنے مجھے ڈورا کہتے کمرے سے نکالا تھا---پانی پیتے عالیان کو اچھو لگا تھا کھانسی کرتے مسکراہٹ دبای ----

آپ بھی میرا مذاق اڑا رہے ہیں ابا بہت بُری بات ہے میر آفان کو مسکراہٹ دباتے دیکھ وہ صدمے سے بولی ---

نہیں میری جان مذاق نہیں اڑا رہا ---

ہاں ابا سوچ رہے ہیں ڈورا کی بجایے ۔۔آپ پر ویلما ڈینکلی (سکوبی سکوبی ڈو میں موجود کریکٹر کا نام) زیادہ سوٹ کرتا ہے ۔۔۔عالیان نے میر آفان کی بات اچکتے بری سنجدگی سے مکمل کی پر اوزگل کو پانی کا گلاس لیے اپنی طرف بڑھتے دیکھ صوفے سے چھلانگ مارتے عالیار کی طرف بھا گا ۔۔

تمہاری تو شرم نہیں آتی بہن کو کوی الٹے ناموں سے پکار رہا ہے اور تم بجایے کے کچھ کرنے کے آگے سے اور نام سوچ رہے ہو ۔۔۔

دیکھو آپا ابا نے سکھایا ہے گردن پر تلوار کی نوک بھی ہو تو سچ کا ساتھ نہیں چھوڑنا ۔۔ تو میں کیسے ان کی نافرمانی کر سکتا ہوں ۔۔۔

تہے تو میں بتاتی ہوں ۔۔ عالیان کا نشانہ لیتے ہاتھ میں پکڑے پانی کو اس کی طرف اچھالا تھا پر درمیان میں بیٹھے عالیار پر برستا پانی دیکھ لاونج میں عالیان کا قہقہہ گونجا تھا۔۔ اس سے پہلے کسی اور چیز کا نشانہ لیا جاتا ۔۔ عالیا ر کی ڈھار نے سب کو اپنی جگہ پر منجمند کیا تھا

کیا بدتمیزی ہے یہ آپ لوگ کسی کو سکون سے سانس نہیں لینے دے سکتے ۔۔۔۔ گیلی شرٹ کو انگلیوں کی مدد سے کچھ کھنچیتے قہر برساتی نظریں عالیان اور اوزگل پر گاڑی

پانی ہے یا تیزاب جو اتنا چیخ رہے ہو رلیکس ابھی سوکھ جایے گا ۔۔۔ اس کی بدتمیزی نظر انداز کرتے اوزگل نے مصلحتی انداز میں کہتے اس کے کندھے کو تھپتھپایا ۔۔ جسے عالیا ر نے جھٹکتے ٹیبل پر پڑا موبایل اٹھایا

آپ لوگوں کے ساتھ رہتے انسان رلیکس نہیں کر سکتا عجیب مچھلی بازار کھولا ہوا ہے بندہ سانس بھی نہیں لے سکتا ۔۔ تب سے اس کی بدتمیزی برداشت کرتی مہر بلآخر کیچن سے نکلتی عالیار کے نزدیک آی

کون سی سکون کی سانس چاہیے تمہیں جو ساری تہذیب بھلایے اس بدتمیذی کے لیے اکسا رہی ہے ۔۔ ماتھے پر تیوری سجایے لہجے کو حتی المقدور نارمل رکھنے کی کوشش کی

آپ لوگوں کو سمجھ آجایے تو بات ہی کیا ہے اپنی زندگی تو برباد کی ہے ان فضول اصولوں سے ہماری بھی کر رہے ہیں ۔۔۔ مہر کی آنکھوں میں سرخ انکھیں گاڑے بولتے وہ انہیں طیش دلا گیا تھا ۔۔۔ لاونج میں گونجتے تھپڑ کی آواز نے سب کو ششد کیا تھا

تمیز بھولتے جا رہے ہو تم جب تک آنہ جایے کسی کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔ مہر کے تھپڑ نے کچھ لمہوں کے لیے تو عالیار کو کچھ بولنے لے قابل نہیں چھوڑا تھا ۔۔اور اگلے ہی لمہے تن فن کرتے وہ کمرے میں غایب ہوا تھا ۔۔

اور تم گدھے جتنی ہو گیی ہو تمیز ابھی تک نہیں آیی ۔۔۔ توپوں کا رخ اوزگل کی طرف ہوا

میں نے کیا کیا ہے یار ۔۔

بکواس نہ کرو جا کے کمرہ صاف کرو ۔۔۔ اس کی منمانتی آواز کو نظر انداز کرتے دوبارہ کیچن میں غایب ہوی تھیں ۔۔۔

لاونج میں موجود باقی رہ جانے والے دو افراد خاموش تھے میر آفان کی نظریں عالیان پر ٹکی تھیں جو انہے دیکھنے سے گریز کر رہا تھا

مجھے بازار سے کچھ سامان لینا ہے عالیان فری ہو تو چلیں --- گھٹنوں پر بھار ڈالتے اٹھتے عالیان سے پوچھا -- جو چارو ناچار کھڑا ہوا تھا جانتا تھا پوچھا نہیں گیا بتایا گیا ہے تو انکار کی گنجایش نہیں بچتی تھی ---

----

چاروں جانب پھیلا اندھیرا اتنا گھرا تھا کے ہاتھ کو ہاتھ سجھایی نہیں دیتا تھا -- اور اس اندھیرے میں کسی وجود کی سسکیاں اتنی دلسوز تھیں کے پورے وجود کو کانپنے پر مجبور کر دیتی --- اماں ابا پلیز مجھے یہاں سے نکالیں مجھے بہت بہت ڈر لگ رہ اہے پلیز کہاں ہیں آپ سب اماں --- کسی لڑکی کی ابھرتی آواز پر اندھیرے میں کھڑا وجود آواز کے تعاقب کی طرف بڑھا تھا -- اوز میری جان میں یہاں ہوں کہاں ہو تم اوز ---- اندھیرے میں بانہیں پھلایے وہ کچھ قدم آگے چلی تھی کے کسی چیز پر پاوں رپٹنے پر منہ کے بل نیچے گری اور تبھی انہیں وہ نظر آی تھی زنجیروں کے ساتھ بندھی اوزگل -- ہاتھوں سے بہتا خون قطرہ قطرہ زمین کو بھگوتا گیلا کر رہا تھا -- ویرا ن انکھیں وہ تیزی سے اوزگل کی جانب بڑھی تھیں ---

اوز میری جان میں ہوں --- زنجیروں سے بندھے اس کے ہاتھوں کو چومتے مہر روتے ہوے بولی تھیں ---

مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے اماں مجھے بچا لیں پلیز مجھے اس قید سے بچا لیں سسکتے بولتے وہ ایک دم ٹھہری تھیں اس کے نظروں کے تعاقب میں دیکھتے مہر نے گردن گھامیی تھی اور اندھیرے میں نظر آتے وجود کو دیکھتے انہوں نے تیزی سے اوز گل کو زنجیروں سے آزاد کروانے کی کوشش کی ---- اماں اماں اوزگل کی سسکیاں اپنی طرف بڑھتا وجود --سب سے سے انجان وہ زنجیریں کھولنے کی کوشش کر رہی تھیں جب ہاتھوں پر گرتے خون نے انہیں چیخ مارنے پرمجبور کیا تھا اوزگل-------------------

میر آفان جو کھڑکی میں کھڑے اپنی سوچ میں گم تھے تیزی سے مہر کی جانب بڑھے جو گہری سانس لیے بری طرح ہانپ رہی تھی --

رلیکس صرف خواب تھا --- سایڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس ان کے منہ سے لگاتے پیٹھ تھپتھپایی تھی ---

کمرے میں اب خاموشی کے سوا کچھ نہیں تھا -- ان کے ہاتھ کو تھپکتے میر آفان نے دراز سے نیند کی گولیاں نکالتے مہر کی طرف بڑھایی تھیں جو خاموشی سے کھا لی گیی تھی --

یہ خواب میری جان لے لے گا میر ---- آپ سوچ بھی نہیں سکتے اوز کی حالت مجھے کانپنے پر مجبور کر دیتی ہے نیند کی آغوش میں جاتے مہر کی آواز پر وہ بے بسی سے مہر کو دیکھے گیے تھے جن کی گرفت ہاتھ پر ڈھیلی ہوتی جا رہی تھی ---ان کے چہرے پر نظریں ٹکایے وہ آج شام عالیان کے ساتھ ہوی گفتگو سوچ رہے تھے

گروسری سے فارغ ہوتے وہ قریبی پار ک میں بیٹھے تھے --شام کے سایے گہرے ہوتے آسمان کو نارنجی رنگ میں بدل رہے تھے ---- چڑیوں کے گول آسمان کی وسعتوں میں اڑتے لمہ بہ لمہ نظروں سے دور ہورے تھے --- ایسے میں ایک کونے میں بیٹھے میر آفان اور عالینا اپنی سوچوں میں گم تھے جب میر آفان نے بالآخر گلا کھنکارتے عالیان کو متوجہ کیا --

کیا مجھے تمہید باندھنی پڑے گی کے آپ مجھ سے کیا چھپا رہے ہیں یا خود ہی بتایں گے --- لہجہ سادہ تھا

میں نے پہلے بھی بتایا تھا وہ غلط لڑکو ں کے ساتھ بیٹھتا ہے ----

ٹھیک اور ---- سر ہلاتے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا

وہ لڑکے ٹھیک نہیں ہیں غلط ایکٹیوٹی میں انولو ہیں --اور ---- کچھ لمہوں کا وقفہ لیا جیسے سوچ رہا ہو کون سے الفاظ بہتر رہیں گے --- میں نے رات کو اسے موبایل میں بہت غلط سایٹز کھولتے دیکھا ہے بہت بار سمجھایا بھی ہے پر وہ مجھ سے متنفر ہوتا جارہا ہے --- دونوں ہاتھوں کو باہم پھنسایے جوگر سے گارڈن کی گھاس کھرچتے وہ سوچ سوچ کے بول رہا تھا ---

اور ------ آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے انہوں نے عالیان کو اشارہ کیا -- پر اند کہیں عالیان کے انکشاف نے انہیں خوفزدہ کیا تھا

اس دن یونیورسٹی میں وہ کچھ لڑکیوں کو تنگ کر رہا تھا ---میر آفان نے ہاتھوں کو باہم پھنساستے کپکپاہٹ کو چھپایا -- کندھوں پر بہت سا بوجھ آیا--- چہرہ تاریک ہوتا جا رہا تھا

اور؟؟ اس بار آواز میں پہلے والا سکون مفقود تھا --

مجھے لگ رہا ہے وہ ---ڈرگز یوز کرتا ہے ---- گردن کچھ اور جھکی تھی جیسے بھایی کی بجایے اپنے جرم کا اظہار کیا ہو --

میر آفان آندھیوں کی زد میں آتے کچھ بولنے کے قابل نہیں رہے تھے ہاتھوں کی کپکاہٹ واضح تھی کندھے جھکنے لگے تھے --- کہاں کمی رہ گیی تھی انہوں نے تو اولاد کو ہر صیح غلط سب کا بتا یا تھا پھر یہ کوی آزمایش تھی یا سزا -----

ہم اس سب کو اکٹھے ہینڈل کریں گے ابا اسے سمجھایں گے تو وہ سمجھ جایے گا مجھے یقین ہے --

ان کے ہاتھ کو تھامتے تسلی دی تھی پر میر آفان مسکرا بھی نہیں سکے تھے -----

سر جھٹکتے سوچوں کو زہن سے جھٹکا پر یہ اتنا آسان بھی نہیں تھا --- مہر پر نظریں جماتے پہلی بار انہیں انکے خواب سے خوف آیا تھا ---- اس بار تسلی کے الفاظ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے تھے ---- رات کے اس پہر میر آفان نے سچے دل سے مہر کے خواب کو پورا ناہونے کی دعا کی تھی ---- خوف کی لہر پورے جسم میں سرایت کر گیی تھی --- اس بات سے انجان کے بہت جلد ان کے آشیانے کے پرندے حقیقت میں قید ہونے والے تھے --- نا نطر آنے والی زنجیروں میں ----------------

----

رات کے سناٹے میں ہوا کو چیرتے سنسان سڑک پر ڈورتی ہیوی بایبک پوری رفتار کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں تھی --- ہاتھو ں پر بلیک گلوز اور بلیک ہی لیڈر کی جیکٹ پہنے چہرے پر ہیلمٹ چرہا رکھا تھا --- اپنی منزل کے قریب پہنچتے پاوں زمین پر ٹکاتے سر سے ہیلمٹ اتارا -- بھورے بال ماتھے پر بکھرے تھے -- شہد رنگ آنکھوں سے سامنے نظر آتی بلڈنگ کا معاینہ کیا ---جہاں پر سناٹے کے سوا کچھ نہیں تھا---

مجھے کیوں لگ رہا ہے تم لوگو ں نے مجھے غلط بلنڈنگ میں بھیجا ہے --- کان میں لگے آلے کو انگلی سے چھوتے مشکوک لہجے میں پوچھا ---

یہی بلڈنگ ہے کچھ دیر انتظار کرو--- دوسری جانب سے آتی صفوان کی سنجدہ آواز پر اورہان نے منہ بنایا

آ دھی رات کو یہ چھاپہ مارنا ضروری نہیں تھا ہم اس لڑکے کو صبح بھی پکڑ سکتے تھے-- نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولتے اورہان نے گھڑی پر نظریں جمائ جو رات کے ڈیڑھ بجا رہی تھی----

اورہان بی ایکٹیو وہ باہر آ رہا ہے گرے ہوڈی --- حیدر نے اپنے سامنے کھلے لیپ ٹاپ کو دیکھتے جس میں بلڈنگ کا منظر واضح تھا اورہان کو متوجہ کیا --- جس نے جیب سے رومال نکالتے چہرے کے گرد لپیٹا اب صرف شہد رنگ آنکھیں واضح تھیں ---بایک کو ایک جانب کھڑا کرتے اورہان نے بلڈنگ سے نکلتے افراد کو غور سے دیکھا --- نشے میں دھت لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کو سہارا دیتے بامشکل چل پا رہے تھے ---- یقیناً پارٹی کا اختتام ہو چکا تھا دفعتاً اورہان کی نظر کچھ دور کھڑے لڑکے پر پڑی تھی جو بیگ میں سے مختلف لفافے بلڈنگ سے نکلتے لوگوں کو تھما رہا تھا ----

مجھے یقین ہے میری سیٹ جنت میں پکی ہے--- غیر محسوس فاصلہ رکھتے اورہان نے لڑکے کا پیچھا کرتے ایک بار پھر کان میں لگے آ لے کے ذریعے اپنے نادر خیالات کا اظہار کیا --- جسے دوسری طرف سے بھرپور اگنور کیا گیا تھا---

لڑکا اب تقریباً خالی گلی میں مڑتا رکا -- گردن موڑتے کسی کی تلاش میں نظریں گھمائ پر خالی سڑک پاتے سر جھٹکا -- دیوار کی اوٹ میں کھڑے اورہان نے ایک بار پھر اس کے پیچھے چلنا شروع کیا جو مہران کی ڈگی کھولے بہت سے کالے بیگز کے ساتھ ایک اور بیگ کا اِضافہ کر رہا تھا---

تمہیں نہیں لگتا ---- اتنا قیمتی سامان رات کے اس پہر اکیلے لے کر جانے میں خطرہ ہو گا --- کندھے سے جھانکتے اورہان نے بڑی فکر سے کہا --- گرے ہوڈی والا لڑکا بدک کے مڑا تھا اور اپنے سے کچھ اینچ دور کھڑے لڑکے کو دیکھتے آنکھیں پھیلں ---

نہیں فکر نا کرو میں بھوت نہیں ہوں -----

کیا تم بیوقوفیاں بند کر کے سیدھے مدعے پر آؤ گے -- حیدر کی خفگی بھری آواز اُبھری ----

کون ہو تم اور میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو---- ہوڈی کے نیچے پھنسی پستول پر گرفت مضبوط کرتے اورہان کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا---

بے فکر رہو صرف کچھ سوال پوچھنے ہیں جواب دے دو تم اپنے راستے میں اپنے راستے دوستانہ لہجے میں آفر پیش کی ----

جسے اگلے ہی لمحے لڑکے نے رد کرتے زور دار مکہ اورہان کے چہرے پر مارا تھا۔۔ کڑہاتے دو قدم دور ہوتے ماسک سے جھانکتی آنکھو میں خفگی ابھری۔۔۔

اورہان دو ہڈیاں توڑتے گاڑی میں ڈالو ۔سٹاپ ویسٹنگ ٹایم ۔۔ صفوان کی تنبیی آواز ایک بار پھر ابھری

دیکھو لڑکے ۔۔۔ میں ایک مہذب ۔۔۔ تمیز دار ۔۔۔۔ اور با اخلاق شخص ہوں ہاتھا پائی پسند نہیں کرتا اس لیے آرام سے بات کرتے ہیں ۔پر اورہان کا بااخلاق ہونا لڑکے کو خاص پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ ہوڈی سے گن نکالتے ایک ساتھ کی فایر کیے اورہان نےتیزی سے گاڑی کے پیچھے ہوتے اپنے آپ کو گولی کا نشانہ بنانے سے روکا تھا ۔۔۔ لڑکا ابھی بھی فائرنگ کرتے مغلظات بک رہا تھا ۔۔۔ اورہان کی خوش قسمتی تھی کے وہ نشے میں تھا ورنہ ایک آدھی گولی ضرور لگتی ۔۔۔ پنجو کے بل چلتے پچھلی سائیڈ سے لڑکے پر جھپٹتے گن کو دور اچھالا تھا ۔۔۔ بازوں کو گردن کے گرد لپٹتے جوگرز سے کی وار ایک ساتھ اس کی ٹانگ پر کیے تھے ۔۔۔

کہا تھا میں ہاتھا پائی پسند نہیں کرتا ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کے مجھے مجبور نا کیا جائے کیونکہ ایک بار میں شروع ہو جاؤں تو روکنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔ جھٹکے سے لڑکے کو زمین پر گراتے اس پر مکوں کی برسات کی ۔۔۔۔

اب سیدھی طرح سے بکواس کر کس کے لیے کام کر رہے ہو۔۔۔

آدھ منوھے ہوئے وجود کو گریبان سے پکڑتے گاڑی کے بونٹ پر جھکاتے غراتے پوچھا تھا اس وقت وہ پر سکون اور چلبلے سے اورہان سے بلکل مختلف تھا۔۔۔

میں کسی کے لیے کام نہیں کرتا ۔۔۔ میں خود یہ سب بیچتا ہوں ۔۔۔۔ تکلیف سے دورھا ہوتے وہ بامشکل بولا تھا پر اورہان نے بالوں کو گتی سے پکڑتے سر پوری قوت سے گاڑی پر مارا تھا خون کی لکیر چہرے پر پھسلتی گاڑی کو رنگین کر رہی تھی ۔۔۔

تیرا باپ گھر میں بناتا ہے نا یہ سب جسے تو محنت سے بیچتا ہے ۔۔۔ اگلا جواب میری پسند کا نا ہوا تو صبح اخبار میں نامعلوم لاش کے نام سے اشتہار آیے گا تیرا۔۔۔ بالوں کو جھٹکا دیتے ٹھنڈے لہجے میں کہتے لڑکے کا چہرہ اپنی جانب گھمایا ۔۔۔

میں نہیں جانتا کے اس سب کے پیچھے کون ہے ۔۔۔۔ میری یونیورسٹی میں ایک لڑکا ہے کاشی وہ وہ مال سپلائی کرتا ہے میرے جیسے بہت سے لڑکوں کو جو ہم ایسی گیڈرینگز میں دیتے ہیں۔۔۔اور اس لڑکے کے پیچھے کون ہے۔۔۔

میں یہ نہیں جانتا ۔۔۔اورہان کے گردن پر دباو ڈالنے پر آنکھیں باہر کو ابلی تھیں ۔۔۔

میں سچ میں نہیں جانتا اس کے پیچھے کون ہے ہاں یہ ضرور جانتا ہوں وہ کسی کی ہدایت پر لڑکوں کو چنتا ہے --

کھانسی کے شدید پڑتے دوڑے پر   اورہان نے گردن پر گرفت ہلکی کی ---

اورہان نکلو یہاں سے --- زیادہ دیر یہاں رہنا خطر ناک ہے --- حیدر کی ابھرتی آواز پر اورہان نے گرفت ڈھیلی کرتے لڑکے کو سیدھا کیا--

اور اس کو پولیس کی حراست میں دوں --- گریبان سے لڑکے کو پکڑتے گاڑی میں دھیکلا

نہیں فل حال کسی پر یقین کرنا بیوقوفی ہے --صفوان کی آواز پر سر ہلاتے گاڑی سٹارٹ کی

منظر اب قدرے مختلف تھا ---- وہی لڑکا جسے کچھ دیر پہلے اورہان نے مار کر ادھ منوا کیا تھا اب کرسی پر بندھا اپنے سامنے بیٹھے افراد کو دیکھ رہا تھا جو پورے دھیان سے اپنےسامنے پڑے پیزے سے انصاف کر رہے تھے --- آخری سلایس منہ میں ڈالتے صفوان نے ہاتھ جھاڑتے اجازت طلب نظروں سے دونوں کو دیکھا --پھر ایک کرسی لڑکے کے بلکل سامنے رکھتے اس پر بیٹھتے ہاتھ گھٹنوں پر جماتے بولا تو لہجہ ٹھنڈا تھا ---

ایک سانس میں پوری روداد سناو دو ورنہ اس نے ہاتھ ہلکا رکھا ہے --- اشارہ اورہان کی طرف کیا جو افسوس سے اپنی آنکھ کے قریب پڑے نیل کو دیکھ رہا تھا -- پوری بیوٹی خراب کر دی تھی ---

میں سانس نکلنے تک مارتا رہوں گا--- لڑکے نے تھوک نگلتے ان تینوں کو دیکھا --

میں نے سب بتا دیا ہے انہیں اس کے علاوہ -----ٹھاہ کی آواز کے ساتھ حیدر نے کرسی سمیٹ لڑکے کو زمین پر گڑے دیکھا تھا-- افسوس سے سر جھٹکا --- صفوان کے ہاتھوں سے کسی کو بچانا ناممکن ---

میں نے کہا پوری بات بتا و بکواس نہیں--- لڑکے کو دوبارہ سیدھا کرتے   ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا --جو حیدر کے ایک ہی تھپر سے   نڈھال ہو گیا تھا

میں بس یہ جانتا ہوں کے یہ پورا گروہ ہے جو مختلف جگہوں پر پھیلا ہوا ہے یونیورسٹی   ان کا مین ٹاڑگٹ ہوتا ہے لڑکے لڑکیوں کو پہلے ڈرگز کی لت لگاتے پھر اپنا کام نکلواتے ہیں ---

کیسا کام ؟؟ سوال حیدر کی طرف سے آیا تھا

ایسے ہی جیسے میں کرتا ہوں کچھ شوق میں ان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور کچھ جو ان کے چنگل سے نجات بھی پانا چاہیں ان کو مختلف طریقوں سے بلیک میل کیا جاتا ہے ---- آنکھیں نشے کی زیادتی سے بند ہو رہی تھیں -- صفوان نے ٹھنڈے برف پانی کو سر پر انڈیلتے گھوڑا -- وہ ہڑبڑتا پھر بولنا شروع ہوا --

اس سب کے پیچھے جو بھی ہے اس کی ہدایت سے لڑکوں کو کام دیا جاتا ہے ---- کچھ کو مال سپالیی کرنے پر لگاتے ہیں اور جو اس سے کچھ بہتر ہوتے ہیں انہیں ڈارک ویب میں اینٹر کر دیتے ہیں ----

وہ تینوں چونکے تھے ----صفوان نے پو ری قوت سے لڑکے کے جبڑے پر مکہ مارتے ہوش دلایا -- جو نیم غنودگی میں جا رہا تھا --

صفوان ییہہہ یہ کون ہے اور کیا کر رہے ہو تم لوگ آدھی رات اس کے ساتھ ----صفا کی بے یقین آواز پر تینوں نے دروازے کی طرف دیکھا ---- جہاں صفا نایٹ سوٹ میں حیرت میں گھیری کھڑی تھی ---

صفوان نے آنکھیں گھمایی جیسے یہ دخل اندازی پسند نا آی ہو ---- خاموش نظروں سے حیدر کو دیکھا جو گڑبڑاتے تیزی سے صفا کی جانب بڑھتے اسے بازوں کے گھیرے میں لیے کمرے سے باہر نکلا --
پیچھے اورہان نے دروازہ بند کرتے صفوان کو دیکھا جو ایک بار پھر لڑکے کو بالوں سے جھنجھوڑتے کچھ اور پوچھ رہا تھا ---

---چھوڑو مجھے کیا کر رہے ہو جانور انسان تم اس کے ساتھ ---- حیدر کے بازوں کو جھٹکتے --- اس سے الگ ہوتے صفا چیخی تھی --

میں تھوڑی کر رہا تھا تمہارا فرشتہ صفت بھایی سیک رہا تھا اور اس سے پہلے دوسرا بااخلاق بھای سڑک کے بیچ و بیچ ریسلینگ کر کے آیاہے -- کان کو شہادت کی انگلی سے مسلتے گھری نظرں سے دشمن جان کو دیکھا تھا -- جو جوالہ مکھی بنے ہاتھ کمر پر ٹکایے کھڑی تھی

اور ایسا گھٹیا آیڈیا تم نے ہی دیا ہو گا -- ورنہ اورہاں اور صفوان انتہایی ٹھنڈے مزاج کے شخص ہیں ---

ہاں بلکل میں ہی تو لوگوں کو مارنے کی سپاریاں لیتا ہوں --- صفا کو باتوں میں لگایے اصل موزوں سے ہٹانے کی کوشش کی

مجھے یقین ہے ---اور یہ بار بار میرے قریب آنے کی کوشش کس خوشی میں کر رہے ہو -- حیدر کے اپنے گرد لپٹے ہاتھ کو مڑوڑتے چھوڑا ---

افففف ظالم عورت --- بدقسمتی سے تین بارقبول ہے تمہیں کہا تھا تو قریب بھی تو تمہارے آوں گا نا ---
معصومیت سے کہتے آنکھیں جھپکی

تو خوش قسمتی سے خلا دے دو --- صفا کی سفاکیت سے کہی بات پر حیدر کا چہر ہ تاریک ہوا ---

ظالم آدھی رات کو دل نا جلاو میرا -- دیکھو کتنی زور سے ڈھڑکا ہے --- صفا کا ہاتھ دل کے مقام پر رکھتے اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلہ ختم کیا ---اپنے ہاتھ کے نیچے دھڑکتے حیدر کی دھڑکن صفا کو اپنے وجود میں رینگتی محسوس ہوی تھی لاپرواہ انداز کہیں دور جا سویا تھا ---- چہرے پر پھیلتی سرخی پر حیدر کی آنکھیں چمکی -----

جب جب تم الگ ہونے کا کہتی ہو یہ بغاوت کرنے لگتا ہے --- بھاری لہجے میں کہتے ہونٹوں سے صفا کے کندھے کو چوما تھا -- جو ٹرانسس کی کیفیت میں حیدر کے سحر میں گرفتار ہوتی آنکھیں موند ے کھڑی تھی ---

شرم کرو رات کے اس پہر کون سے جنات کو عمران ہاشمی کی فلم دکھا رہے ہو --- جانے کتنے لمحے بیتے تھے جب اورہان کی شرارت میں ڈوبی آواز نے دونوں کو حوش دلایا -- صفا ہڑبڑاتے حیدر سے دور ہوی

ہم بس---

ہم بس کھلے عام رومینس کر رہے تھے --- جوان بھاییوں کے ہوتے ہوے ایسی حرکتیں کرتے شرم آنی چاہیے ---حیدر نے اورہان کے گلے میں بازو پھنساتے زیر لب کوی گالی دی تھی اچھے خاصے سین کا ستیاناس کیا تھا ---

بکواس بند کرو اپنی کرتوتو کو چھپانے کے لیے اول فول بکے جا رہے ہو بتاتی ہوں امی کو -کے کیسے تم لوگ لڑکوں کو پکڑتے ان پر تشدد کر رہے ہو -- کون ہے وہ لڑکا -- نظریں چراتے اپنی خفگی مٹانے کی کوشش کی تھی --

ڈرگز سپلایی کرتا ہے --- اور امی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے --- اور تم لوگ گھر جاو بہت رات ہو گیی ہے باقی صبح ڈسکس کرتے ہیں -- پہلی بات صفا سے کہتے دوسری اورہان اور حیدر کو دیکھتے کہی جو بھرپور شرافت کا مظاہرہ کرتے گیٹ کی طرف بڑھے تھے --- پیچھے صفا ابھی بھی صفوان کو کچھ کہ رہی تھی جو مسلسل نفی میں سر ہلاتے انکار کرتا جارہا تھا--

----

لاونج میں داخل ہوتے اورہان کو خوش گوار حیرت ہوئی تھی ---

What a pleasant surprise.

آپ لوگ کب آ ے پاکستان ؟حشام کے ساتھ بیٹھی سیماب اور فریحہ کی طرف بڑھتے محبت سے انہیں.. گلے لگاتے ساتھ ہی سوال جھاڑا ---

ہمیں آیے ہوے دو دن ہو چکے ہیں جناب آپ گھر ٹکے تو کچھ پتا چلے-- میرب نے اورہان کے بالوں کو نوچتے خفگی سے کہا --

اف یار آپی بالوں کے ساتھ مزاق نہیں --- ماں کے گرد بازو ہایل کرتے ان کے ساتھ ہی صوفے پر جگہ بنائی ---

آپ شکر کریں بیٹا کے اس وقت بھی آپ کو ان کا دیدار نصیب ہو گیا ہے ورنہ باقاعدہ اپانمینٹ لینی پڑتی ہے جناب سے--- احتشام نے بڑی سنجیدگی سے چایے کی چسکی لیتے اورہان کی بے عزتی کی تھی ----

بہت بری بات ہے ابا تنہائی میں محبت کا اظہار کر کے محفل میں بے عزتی نہیں کیا کرتے --- نایاب کے ہاتھ سے شامیوں کی پلیٹ لیتے افسردہ لہجے میں کہا --- باقی افراد نے بامشکل ہنسی کا گلہ گھونٹا تھا ------

میں خود پریشان ہوں اس کی روٹین سے --- کب جاتا ہے کب آتا ہے کوی اتا پتا نہیں --- حشام کی وجہ سے اس فیلڈ میں آگیا ورنہ میں تو بالکل حق میں نہیں تھی --

توبہ کریں بھابھی جتنا میں اس کے اس فیلڈ میں آنے کے خلاف تھا کوئی بھی نہیں ہو گا --- زینب کے الزام پر بلبلاتے حشام نے دہائی دی----

جھوٹ بولنے والوں کا الگ سے مقام ہے جہنم میں ----- اورہان کی بکواس پر زینب نے ایک چپت رسید کی تھی اور حشام بس گھور کر رہ گئے تھے --

میں نے تو کہا ہے آپ کو امی اس کی لگامیں کسی کے ہاتھ میں تھما دیں دیکھئیے گا کیسے سیدھا ہوتا ------ عفاف کے مشورے پر اورہان کے کان کھڑے ہوئے

اِتنی لگامیں بیویوں کے ہاتھوں میں آتی ہوتی بیٹا تو سب سے پہلے آپ کے چاچا حضور میرے پہلو سے لگے بیٹھے ہوتے---

حد ہے بھی یہ آج مجھ پر حملے کس خوشی میں ہو رہیے ہیں ---

حملے نہیں چاچو حقیقت بیان کی جا رہی ہے آپ بولیں چاچی اور کیا ظلم ہوے ہیں آپ پر-- ہارون جو خاموشی سے کھانے سے انصاف کر رہا تھا اپنی پلیٹ سینٹر ٹیبل پر رکھتے گفتگو میں حصہ ڈالا----

بس کرو تم لوگ اصل بات ہی گھما دیتے ہو --- تای امی بھابھی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں --- اورہان کی شادی کریں اتنا عرصہ ہوا کوئی فنکشن اٹینڈ کیے ---پرجوش ہوتے سیماب صوفے سے آگے ہوئی ---

ہاں سوچ تو میں بھی رہی ہوں تیس کا ہو گیا ہے اتنی عمر میں لوگ دو بچوں کے ساتھ گھومتے ہیں اور نواب گھر میں نہیں ٹکتا۔۔۔ سوی پھر وہی ٹکی تھی مطلب سارا سیاپہ گھر نا ٹکنے پر تھا اورہان نے افسوس سے ان خواتین کی عقل پر ماتم کیا

ہا ں تو خاندان میں اتنی لڑکیاں ہیں کوی ہے نظر میں تو بات چلاؤ ---- میرب کے ساتھ ہی اسے بھی نبٹا دیتے ہیں ---

آیک منٹ ایک منٹ ۔تب سے پر سکون سا ان سب کی باتیں سنتا فریحہ کی بات پر صوفے پر آگے ہوتے ان کی پلینگ کو بریک لگائی ---- حشام کے ساتھ باتوں میں مصروف احتشام نے بیٹے کی بے چینی گہری نظروں سے دیکھی تھیں --

سوچئے گا بھی مت کے میں آپ کے خاندان میں سے کسی لال نیلی پیلی لڑکی سے شادی کروں گا انہی سے کرنی ہوتی تو کر چکا ہوتا --

ٹھیک ہے تو پھر جو آپ کے نزدیک پری ہے اس کا پتہ بتا دیں ہمیں کوی اعتراض نہیں -- انہوں نے بات برائے بات کی تھی پر اورہان کی آنکھوں میں ابھرتی چمک اور ہونٹوں پر پھیلتا تبسم سب کو حیران کر گیا تھا۔

خیر ہے تو پری ہی -----

سچ میں کوئی ہے پکچر دکھاؤ کیسی دکھتی ہے---

اورہان کے اعتراف پر نایاب اور میرب آکسائیٹڈ سی چیخی ---

جھیل سیف الملوک پر اترتی پریوں کی داستان سچی ہے تو سمجھو انہیں میں سے ایک پری نے جھیل سے رخ میری طرف موڑ لیا ہے --- بھری محفل میں اپنے باپ کے سامنے اتنی دلیری سے محبت کی داستان اورہان کے علاؤہ کؤی اور نہیں سنا سکتا تھا ---

کیا نام ہے؟ کیا کرتی ہے؟؟ کہاں رہتی ہے؟؟؟ ماتھے پر بل ڈالے ایک ساتھ کی سوال کیے --

محبت میں محبوب کی شناخت ،پیشہ، پتہ کب یاد رہتا ہے بس محبوب یاد رہتا ہے اور زبانی یاد رہ جاتا ہے--- صرف دو ملاقاتوں پے ایسی دیوانگی زوا ہوتی تو اس بار حقیقتاً گردن مڑوڑ دیتی---

جب محبت میں محبوب یاد رہ جائے تو محفل میں بیٹھ کر اس کا چرچا نہیں کیا جاتا--- اسے عقد میں لے کر ساتھ بیٹھا کر عزت اور تحفظ دیا جاتا ہے--- اور مجھے یقین ہے میں نے اپنے بچوں کو اتنی تمیز تو سکھائی ہے کے عورت کو محفلوں میں موضوع گفتگو بنانے کی بجائے گھر کی چار دیواری کا تحفظ دیا

جائے تا کہ اگر قسمت میں وہ عورت نہیں بھی لکھی تو آپ کا نام اس کی آیندہ زندگی کے لئے عذاب نا بن جائے ۔۔اگر اورہان کو لفظوں میں مہارت حاصل تھی تو اس کے باپ کو ان لفظوں کے آگے بند باندھنا آتا تھا۔

سنجیدگی سے کہتے وہ لاونج سے جا چکے تھے پر پیچھے بیٹھے افراد اورہان کے گرد گھیرا ڈالے اس سے زوا کے بارے میں سوال کرتے اس کا دماغ چاٹ رہے تھے اور اورہان کیا بتاتا جس کے پیچھے باپ سے عزت افزائی کروائی تھی اس کا نام تک معلوم نہیں تھا ۔۔۔

لوگوں کی چہل پہل سے آباد سڑک کے آخری حصے کی جانب نظر گھماو تو گرے کلٹس میں بیٹھے دو افراد کا چہرہ کھڑکی سے واضح نظر آتا تھا ۔۔ کار میں چلتے اےسی کی ٹھنڈک کے باوجود بھی عالیار کا وجود پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔۔ چہرے پر چھایا خوف واضح تھا ۔۔۔ نظریں کاشف کے ہاتھ میں پکڑی بندوق پر تھیں۔۔۔

میں یہ نہیں کر سکتا ۔۔۔ مطلب یہ بہت مشکل ہے کسی نے مجھے پکڑ لیا تو ۔۔۔ نہیں نہیں یہ نہیں کر سکتا میں ۔۔۔۔ہاتھوں سے ماتھے پر آیا پسینہ پونچھتے   گاڑ ی کے دروازے میں گھستے کسی اچھوت کی طرح کاشف کو دیکھا ۔۔

ٹھیک ہے میں نے تو کہا تھا تم   میں اتنی کریڈیبیلٹی ہی نہیں ہے ۔۔۔ اب اگر وہ ویڈیوز اور ڈرگز چاہیے ہوے تو پیسے لے کر آنا مفت کا مال تھوڑی ہے ۔۔۔ اگینشن میں چابی گھماتے کاشف نے بندق کمپاڑٹمنٹ میں رکھی ۔۔۔

رکو یہ کیا بات ہوی پہلے تو تم نے مجھ سے پیسے نہیں لیے تھے ۔۔۔۔عالیار نے بے چین ہوتے کاشف کا کندھا جھنجھوڑا ۔۔۔ آج عالیان خراب طعبیت کی وجہ سے یونیورسٹی نہیں آیا تھا۔۔۔ اور اس بات کا فایدہ اٹھاتے عالیار کلاسس بنک کیے کاشف کے ساتھ آیا تھا ۔۔۔۔

ہاں پہلے پیسے نہیں لیتا تھا کیوں کے مجھے لگا تھا اس کی جگہ تم میرا چھوٹا موٹا کام کر دو گے پر چھوڑو ۔۔۔ ا ب مجھے بوس کو بھی جواب دینا پڑے گا ۔۔۔۔۔

چھوٹا موٹا کام تم اتنے مہنگے ڈرگز کے بیگ بھر کے چاہتے ہو میں بھڑے بازار سے گزر کے اس بلڈنگ میں پہنچا کر آوں ۔۔۔ جہاں اندھی سیکوریٹی کھڑی ہے سیریسلی یہ چھوٹا سا کام ہے ۔۔۔۔ عالیار نے کاشف کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا ۔۔۔

کم آن کوی نہیں پکڑتا ---- اتنا دم خم ہماری پولیس میں ہوتا تو میں تمہارے سامنے نا موجود ہوتا -ویسے بھی ضرورت تمہیں ہے مجھے نہیں کیوں کے ہم دونوں جانتے ہیں کے اتنے مہنگے ڈرگز تم افورڈ نہیں کر سکتے تو اگر لینے ہے کچھ دینا بھی پڑے گا ---- کمینی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجایے عالیا ر کو دیکھا جو ہونٹوں کو چباتے سامنے نظر آتی بلنڈنگ کو دیکھ رہا تھا

تم خود کیوں نہیں جا رہے ؟؟؟؟ عالیار کے سوال پر کاشف نے دل میں اسے موٹی سی گالی سے نوازہ --

کیوں کے میں ایک دو بار جا چکا ہوں --- بار بار جانے پر شک ہو سکتا ہے اس لیے اس بار تمہیں بھیج رہا تھا -- پر چھوڑو تم میں کسی اور کو----

نہیں میں جا رہا ہوں ----کاشف کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی گاڑی کا دروازہ کھولتے ڈگی کی طرف آیا---

یہ ہوی نا بات --- دس منٹ کا کام بھی نہیں ہے ---- یہ احتیاط پکڑ لو مجھے یقین ہے اسے چلانے کی نوبت نہیں آیے گی ----کالا لیڈر کا بیگ عالیار کی جانب بڑھاتے اس کی ویسٹ میں گن اڑسی تھی ---- عالیا ر نے تھوک نگلتے دھوپ میں کھڑی بلڈنگ کو دیکھا دل بری طرح سے ڈھرک رہا تھا --- ہاتھوں کو آپس میں ڑگڑتے کپکاہٹ کو کم کرنے کی کوشش کی --- پہلی بار صرف پہلی بار گناہ کرتے ہوے دل کانپتا ہے --- ضمیر ملامت کرتا ہے ----پکڑے جانے کا خوف رگوں میں خون کی گردش تیز کر دیتا ہے -----

اس سب سے دور یہ منظر کسی نیجی کالج کے کلاس روم کا تھا ---جہاں یونی فارم میں موجود طلبا ء) بڑے غور سے سامنے کھڑے میر آفان کو سن رہے تھے -- کلاس روم میں صرف میر آفان کی آواز گونج رہی تھی - وہ اس کالج کے طلباءکے پسندیدہ استاد میں سے ایک تھے --- ہاتھ میں بورڈ مارکل پکڑے وہ بچوں کو کچھ سمجھاتے ایک دم رکے تھے --- دایيں جانب ہوتی چبن پر گہری سانس لی سر جھٹکتے (دوبارہ سے بولنا شروع کیا - پر چبن کم ہونے کی بجایے بڑھتی جا رہی تھی -

سڑک پار کرتے عالیار نے محتاط نظروں سے چاروں جانب دیکھتے بلڈنگ میں اینٹر ہوتے --- دو چار گہری سانسیں لی --- ٹانگوں سے جان ختم ہو رہی تھی --- ایسے محسوس ہو رہاتھا ساری دنیا اسے دیکھ رہی ہو ---- پہلی بار گناہ کرتے بہت سے ایسے مناظر آنکھوں سے گزرتے ہیں جو وہ گناہ کرنے سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں -- پر نفس کی اندھی تقلید ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے --- لفٹ کا بٹن دباتے وہ کچھ دیر میں اپنے مطلوبہ فلور پر تھا --- گردن کا پچھلا حصہ مسلتے دروازے کو کھڑکاتے کچھ قدم دور ہوا ہاتھوں میں پکڑا بیگ بھاری ہوتا جا رہا تھا--- کچھ دیر کے انتظار کے بعد بالآخر دروازہ کھلتے کسی آدمی نے باہر جھانکا سامنے کھڑے لڑکے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا---

عالیا ر نے جیب سے چھوٹا باریک کارڈ نکالتے اس کی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔ روشنی میں کارڈ پر بنے دائرے میں اُلو کا نشان واضح تھا دروازے میں کھڑے آدمی نے فوراِ پیچھے ہوتے عالیار کو اندر آنے کی جگہ دی ۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے عالیار دو منٹ کے لیے ہل نہیں سکا تھا۔۔ یہ دنیا کوی اور تھی ۔۔۔ صوفوں پر نڈھال پرے وجود کچھ حوش میں تھے اور کچھ حوش سے بیگانہ زمین پر اوندھے پڑے ہوے تھے ۔۔۔ لاونج میں کھلتے دروازوں کے منظر اس سے بھی زیادہ خوف زدہ کر دینے والے تھے ۔۔۔لڑکے لڑکیا ں نازیباہ حالت میں ایک دوسرے کے اتنے قریب تھے کے عالیار لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ منظر پورا نہیں دیکھ سکا تھا۔۔۔ دل عجیب ہونے لگا تھا۔۔۔۔ ہاتھ کے ساتھ ٹانگیں شل ہوتی جا رہی تھی ۔۔ اتنا تو اسے یقین ہو گیا تھا ۔۔۔ یہ علاقہ کم از کم شرفہ کے لیے نہیں تھا ورنہ کسی بلڈنگ میں دن دھیارے یہ سب نہ ہو ر ہاہوتا ۔۔۔

تو کاشف نے نیے کبوتر پکڑ لیے ہیں اسی آدمی نے جس نے دروازہ کھولا تھا عالیا ر کے چہرے کو چھوتے خباثت سے بولا ۔ ۔

اپنا سامان پکڑو اور مجھے میرا مال دو تا کے میں جا سکوں۔۔ لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی پر سامنے کھڑے شخص کے ہاتھوں کا کھردرا لمس اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا ۔۔۔

مال بھی دے دیں گے اتنی کیا جلدی ہے خدمت تو کرنے دے اپنی ۔۔ اس سے پہلے وہ عالیار کو زیر کرتا ویسٹ میں اٹکی بندوق کانپتے ہاتھوں میں تھامتے اس کے سینے پر رکھی ۔۔بکواس بند کر اور میرا مال دے ۔۔۔۔ہاتھوں کی لرزاہٹ پر قابو پاتے عالیار اس بار چلایا تھا۔۔۔ وہ آدمی اب خونخوار نظروں سے گھوڑتے کمرے میں غایب ہوا ۔۔۔

کچھ دیر بعد آیا تو ہاتھ میں بلکل عالیار جیسے دو کالے بیگ تھام رکھے تھے ۔۔۔ غصے سے عالیار کے قدموں میں پھینکتے اس کے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو جھپٹا ۔۔۔

زمین سے بیگ اٹھاتے ایک لمحے کے لیے صرف ایک لمحے کے لیے عالیار کی آنکھوں کے سامنے ماں باپ کا چہرہ گھوما ۔۔ اگر کسی کو معلوم ہو جایے وہ کیا کر رہا ہے تو ۔۔ اور اگلے ہی لمحے سر جھتکتے وہ بیگز کو ہاتھوں میں اٹھایے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔۔ اور جب ضمیر کی پکار نا سنی جایے ۔۔۔ نفس کی بندھی پٹی کو اتارے بغیر قدم اٹھاتے رہو تو دل پر پہلا سیاہ دھبا پڑتا ہے ۔۔۔ جس کے بعد ان داغوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔۔

بورڈ پر لفظ گھسیٹتے میر آفان بری طرح لڑکھرایے تھے پاس پرے ڈایس کا سہارا لیتے اپنے آپ کو) گرنے سے بچایا پر بازوں اور کندھے میں اٹھتا درد ناقابل برداشت تھا ۔ آنکھوں کے سامنے چھاتے

اندھیرے نے انہیں کرسی پر بیٹھنے کی مہلت نہیں دی تھی ۔ پورے قد سے زمین پر گرتے میر آفان کو جو آخری منظر یاد رہا تھا وہ اپنی طرف بڑھتے طلباء تھے)

کیسا رہا ؟ عالیار کے ہاتھ سے بیگ پکڑتے ڈگی میں رکھتے کہنی سے سوچوں میں گم عالیار کو ٹھوکا دیا ۔۔

ناٹ بیڈ۔۔ ہاتھ سے چہر ے کو صاف کرتے دو لفظوں میں بات سمیٹی ۔۔۔ اس آدمی کا لمس ابھی بھی چہرے پر محسوس ہو رہا تھ ا

چل آج کا لنچ میری طرف سے ۔۔۔ تیری اتنی ہمت پر ٹریٹ تو بنتی ہے ۔۔ بے ہنگم قہقہہ لگاتے گاڑی سٹارٹ کی ۔۔۔عالیار کے موبایل پر آتی کال نے دونوں کو متوجہ کیا۔۔۔

ہیلو۔سکرین پر چمکتے عالیان کے نام پر منہ بناتے کا ل ٹینڈکی ۔۔۔ پر دوسری طرف عالیان کے کہے جملے نے اسے ساکت کیا تھا۔۔

عالیار ابا کو ہارٹ اٹیک ہو ہے ہسپتال پہنچو ۔۔ جلدی ۔۔ وہ اب ۔۔ ہسپتال کا ایڈریس بتا رہا تھا پر عالیار سن ہوتے دماغ کے ساتھ آخری جملوں میں اٹکا تھا۔۔ ابا کو ہارٹ اٹیک۔۔۔۔

جو خیال تھے نا قیاس تھے

وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گیے

جو محبتوں کی اساس تھے

وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گیے

جنہیں مانتا ہی نہیں یہ دل

وہی لوگ میرے ہمسفر

مجھے ہر طرحسے جو راس تھے

وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گیے

کمرے میں بکھرے سامان سے بیچتے صالحہ بیگم بیڈ پر جگہ بناتے اوندھے منہ پڑی صفا کے قریب بیٹھی تھی ۔۔۔۔محبت سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہوں نے ہاتھ بڑھا کے کمرے کی لایٹ روشن کی ۔۔ایک دم ہوتی روشنی پر صفا نے ان کی گود میں چہرہ چھپایا ۔۔۔۔

کیوں تکلیف دے رہی ہو اپنے آپ کو پوری زندگی ایسے گزار دو گی ---الجھے بالوں میں ہاتھ پھیرتے لہجے میں فکر سموتے صفا کو دیکھنے کی کوشش کی جس نے چہرہ کچھ اور گود میں چھپایا ---

میں کوشش کرتی ہو امی پر مجھے سکون نہیں مل رہا --- صفوان صیح کہتا ہے مجھے ڈاکٹرکی ضرورت ہے --آنسوں پھربہنے کو تیار تھے

ڈاکٹر بھی تب تک مدد نہیں کر سکتا جب تک تم خود اپنے آپ کو اس سب سے نا نکالنا چاہوں---

تو کیا کروں --آپ سب کو دیکھتی ہوں تو حیراں ہو جاتی ہوں کیسے اتنا صبر آیا ہے آپ سب میں --- کیوں آپ لوگو ں کو جانے والے یاد نہیں آتے کیوں ان کی جانے کی تکلیف نہیں ہوتی -- کیسے اتنا برداشت کرتے ہیں آپ لوگ --- بیڈ پر بیٹھتے آنسوں سے تر چہر ے سے پوچھا -- سوجی ہوی آنکھیں مسلسل رونے سے بیٹھا گلا صالحہ بیگم نے گہری سانس لیتے کچھ لمحے صفا کو دیکھا جب بولی تو آواز کسی گہری سوچ کے زیرِاثر تھی ---

جب تمہارے ابا کا انتقال ہو ا تھا تو میں بہت کمزور ہو گیی تھی -- دو بچوں کی زمہ داری --- تم دونوں بہت چھوٹے تھے ---پورا پورا دن روتے گزار دیتی کتنی با ر خیال آتا کے بھایی صاحب کے گھر چلی جاوں پر اماں کا جملہ ہر بار قدم روک دیتا وہ کہتی تھیں -- جتنا عرصہ مہمانوں کی طرح آتی رہو گی عزت سے پلکوں پر بٹھای جاو گی بوریا بستر سمیٹ کے زندگی گزارنے آجاو گی تو -- بچوں کو تا عمر سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑو گی ----صفا دم سادھے ماں کی بات سن رہی تھی انہوں نے اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود کبھی زکر نہیں کیا تھا کے باپ کے بعد انہوں نے زندگی کیسے گزاری تھی -- دونوں ٹانگیں سینے سے لگاتے چہرہ گھٹنوں پر ٹکایا--

پوری پوری رات میں جاگ کے گزار دیتی ہر وقت یہی لگتا کوی گھر میں گھس آیا ہے --- بازار جاتے تم دونوں کو سینے سے لگایے رکھتی --- یہ کہ لو کے میں آدھی پاگل ہو گیی تھی تو   زیادہ صیح رہے گا وہ اداسی سے مسکرایی --- ہر لمحہ تمہارے ابا کو یاد کرتے گزر جاتا -- ایک دن تم لوگو ں کو لینے مدرسے آیی تو تمہارے قاری صاحب نے ایک پرچی میری طرف بڑھای اور بولے اسے گھول کر پی جانا --- میں حیران سی انہیں دیکھی گیی کافی   عمر کے تھے وہ تمہارے ابا کے بڑے دارینہ دوست تھے -- تعویزوں کے معاملے میں ہمشہ جلال میں آجاتے اب خود مجھے دیا تو میرا حیران ہونا بنتا تھا --- گھر آ ای پانی کے گلاس میں پرچی ڈالی اور پی لی --- اگلے دن بڑے راز سے بتایا کے میں نے آپ کا دیا تعویذ پی تو لیا ہے پر کویی فرق نہیں پڑا تو ہنس کر ایک بار دوبارہ وہی پرچی میری طرف بڑھایی اور کہا کے اس بار آنکھوں کے راستے زہن میں گھول کے پی لینا--- وہ ہلکا سا مسکرای---- گھر آکر پرچی کھولی تو کتنی دیر سوچ میں ڈوبی رہی ---

کیا تھا پرچی میں ۔صفا نے بےصبری سے پوچھا۔

رَبِّ إِنِّی لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیرٌ (اے میرے رب جو بھی بھلایی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں)

آنکھیں بند کیے مدہم لہجے میں آیت کی تلاوت کرتے صالحہ بیگم نے صفا کو دیکھا ۔۔ جو ناسمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی ۔۔

جانتی ہو یہ آیت کب پڑھی گیی تھی ۔صفا نے نفی میں سر ہلایا ۔۔۔

یہ آیت ہے یا دعا کہہ لو ۔۔۔ ہم لوگ دین سے بہت دور ہیں صفا ۔۔ اس کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے ہزار بار سوچتے ہیں پر پتا ہے میری ناقص عقل نے اس آیت کو الگ طرح سے سمجھا ہے ۔۔ یہ دعا حضرت موسی نے تب پڑھی تھی جب وہ کسی جھگڑے میں پڑتے ایک آدمی کا قتل کر بیٹھے تھے ۔۔ اپنی جان بچانے کے لیے وہ مصر سے مدین پہنچے ۔۔۔ گھر والو سے دور کسی دوسرے شہر ۔۔انجان لوگ ۔تھکاوٹ ۔۔۔۔قتل کا بوجھ ۔۔۔ جان کا خطرہ ۔ سات دن کی بھوک پیاس کے بعد بھی جانتی ہو انہوں نے کوی شکوہ نہیں کیا ۔۔ کویی شکایت نہیں کی ۔۔۔ گھر والوں کا ساتھ نہیں مانگا۔۔ کھانے پینے رہنے کے لیے کچھ نہیں مانگا۔۔۔مانگا تو کیا ۔۔۔

اے میرے رب جو بھی بھلایی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں)۔۔ وہ اداسی سے مسکرایی) تھیں ۔۔ اس آیت نے مجھے صبر دے دیا تھا صفا۔۔ کتنی خوبصورت دعا ہے نا جو بھلای تو مجھ پر نازل کرے ۔۔ یہ بھی تو کہہ سکتے تھے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے ۔۔ نہی انہوں نے بھلای کا زکر کیا ۔۔ خیر کا ۔۔ مطلب جو کچھ بھی اتارا جایے میرے لیے باعث رحمت ہو ۔۔۔ عاجزی سے بتایا بھی کے میں تیری ہر عطا کا محتاج ہوں ۔۔ جو تو عطا کرے گا میں اس قابل نہیں پر پھر بھی تجھ سے تیری رحمت کا طلبگار ہوں ۔۔۔

اللہ پر اتنا توکل تھا کے سارا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ۔۔ کچھ مخصوص نہیں مانگا پھر بھی پورا جہان مانگ لیا ۔۔ اور ملا بھی ۔۔ گھر بھی ملا۔۔ نیک بیوی بھی ملی ۔۔ جس شہر سے جان کے خوف سے بھاگے تھے اسی شہر میں فتح بھی ملی ۔۔۔۔میں نے اتنے سال تم لوگو ں کے لیے کچھ نہیں مانگا صفا ۔۔ صرف رب کی رضا مانگی ۔۔۔ اور اس کی رضا پر لبیک کہتی رہی اور مجھے سکون ملتا گیا۔۔ ۔۔ اس بات پر یقین کر لیا کے جو کچھ وہ میری طرف میری اولاد کی طرف اتارتا ہے اس میں بھلایی چھپی ہوتی ہے ۔۔ جب اس نے قران میں تین سو چھبیس بار ایک ہی لفظ دہرا دیا کے (فَلَا خَوفٌ)ڈرو مت) یہ دلاسہ کوی انسان نہیں دے رہا میری جان یہ ربِ کاینات حوصلہ دے رہی ہے پھر ہم کیسے اتنے باغی اتنے ڈھیٹ بنے اسے کہتے رہیں کے اس نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا ۔۔ کس منہ سے کہیں اسے کے جو چیز

اس نے ہم سے چھین لی ہے ہمیں اس پر صبر نہیں آ رہا --صفا کے چہرے کو محبت سے چومتے اس کے بکھرے بالوں کو سنوارا --- اللہ سے ضد نہیں لگاتے میری جان -- اس کے دینے پ شکر اور نہ دینے پر صبر کرتے ہیں --- صفا کو پہلی بار اپنا دل ہلکا ہوتا محسوس ہوا تھا --- ماں کے گلے لگتے اتنے سالوں کی تکلیف پر اب مرہم لگا تھا---

----

ہسپتال میں پھیلی مخصوص دوایوں کی مہک --- مریضوں کی آوازیں عجیب سی ہفراتفری پیدا کر رہی تھی -- ایسے میں آی سی یو کے سامنے بینچ پر عالیان کے حصار میں بیٹھی مہر زیرِ لب کچھ پڑھتے آنکھیں موندے بیٹھی تھیں -- دیوار کے ساتھ ٹیک لگایے کھڑی اوزگل رو رو کے اپنا حشر بگاڑ چکی تھی --- زوا اس کے کندھے کو سہلاتے آہستہ آواز میں دلاسادیتی خاموش کروانے کی کوشش کر رہی تھی -- اور سب سے الگ کھڑے عالیار کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات ڈھونڈنا مشکل تھا -- خشک آنکھوں سے وہ اپنے ہاتھوں کو گھوڑتے کسی کو دلاسہ دینے کے لیے آگے نہیں بڑھا تھا --بالآخر چار گھنٹوں کے انتظار کے بعد باہر نکلتے ڈاکٹرز کو دیکھتے اوزگل بے صبری سے ان کی طرف بڑھی تھی --

ابا کیسے ہیں ٹھیک ہیں نا وہ ----

رلیکس ڈاکٹر اوزگل آپ کے والد بلکل ٹھیک ہیں -- ماینر ہارٹ اٹیک تھا -- کوشش کریں کے انہیں سٹریس سے دور رکھیں --- اوزگل کے کندھے کو تھپتھپاتے پروفیشنل انداز میں کہتے وہ راہداری میں آگے بڑھ گیے

یا اللہ تیرا شکر ہے --- ہاتھو ں کو آسمان کی طرف بلند کرتے مہر کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے -----

ہسپتال کے پراییوٹ روم میں اس وقت اوزگل کی سسکیوں کے علاوہ میر آفان کی نقاہٹ بھری آواز گونج رہی تھی -- دوگھنٹے کے بعد انہیں روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا -- اب حوش میں آتے پچھلے پندرہ منٹ سے اوزگل کو چپ کروانے کی کوشش کر رہے تھے -- جو ان کے گرد بازو لپٹے مسلسل رونے کا شغل فرما رہی تھی --

بس کرو گل -- تب سے رو رو کے منحوسیت کھلارہی ہوی ہے -- بجایے کے شکر ادا کرنے کے الگ ہی بین شروع کر لیا ہے --- سٹریچر کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھی اوزگل کو گھور رہی تھیں بالآخر صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو ڈپٹنا ضروری سمجھا--- کمرے میں موجود واحد صوفے پر بیٹھے عالیان اور زوا نے مسکراہٹ روکی ---

آپ جیسا پتھر دل تو ہے نہیں میرے پاس جو بے حس بنے بیٹھی رہوں .. خفگی سے سیدھے ہوتے بہتے ناک کو آستین سے صاف کرتے شکا یتی نظروں سے ما نکو دیکھا

رہنے دو بی بی ایسا نرم دل اپنے پاس رکھو --- بندہ مریض کو چھوڑ کے تمہارے نخرے اٹھانے لگ جایے --- اور کم وزن ڈالو --- بلکے وہ سامنےکرسی پر جاو کوی جگہ ہے تمہارے بیٹھنے کی --- اوزگل غصے سے کھڑے ہوتے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھی .. دونوں بازو سینے پر باندھے گردن دروازے کی طرف موڑی --- ناراض ہونے کا علان ---

مت ڈانٹیں مہر اسے .. اور یہ عالیار کہاں ہے --- نقاہٹ زدہ آواز میں کمرے میں نظر ڈوراتے --- سوالیہ نظریں عالیان پر ٹکای جس نے کندھے اچکاتے لا علمی کا اظہار کیا---

شاید واشرومیں گیا ہے --- جواب مہر کی جانب سے آیا تھا جو باول سے سوپ نکالتے میر آفان کو پلا رہی تھیں ---

رات کافی ہو گیی ہے آی تھنک آپ لوگو ں کو گھر جانا چاہیے ---- عالیان نے موضوعہ گفتگو بدلتے زوا سمیت ماں اور بہن کو مخاطب کیا .. جس کی بات سنتے اوزگل جس نے نا بولنے کی قسم کھا رکھی تھی ایک دم سیدھی ہوی

کیوں گھر جایں یہاں کون رکے گا ؟

میں رک رہا ہوں ---

کس خوشی میں میرا ہسپتال ہے تو میں رکوں گی .. ویسے بھی ابا میرے ساتھ زیادہ کمفرٹیبل ہوتے ہیں -ہے نا ابا--- عالیان کو جواب دیتے تاییدی نظریں میر آفان پر گاڑھی جو مسکر کر سر ہلا گیے تھے اس کے سوا کوی چارہ نہیں تھا

کیوں تم نے ٹھیکہ لیا تھا ہسپتا ل کا میرا ہسپتال ہے ---اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتی اور سنبھالے گی باپ کو --- مہر اور اوزگل کی عزت افزای نا کرے ہو ہی نہیں سکتا تھا----

آپ سب گھر جا کر آرام کریں اوزگل کو میرے پاس چھوڑ دیں --- اور بیٹا آپ بھی آرام کریں میری وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف فیس کرنی پڑی ہے ----نرم نظریں زوا پر ٹکاتے محبت سے کہا جو خاموشی سے کمرے کی نکر میں کھڑی ہاتھوں کو گھوڑ رہی تھی ---میر آفان کی بات پر پھیکا سا مسکراتے انہیں دیکھا--

تکلیف کی کیا بات ہے انکل اللہ آپ کو صحت عطا کرے --- بات کرتے وہ ان کے بیڈ سے کچھ قدم دور رکی --

آنٹی رات بہت ہو گیی ہے میں باہر کار میں انتظار کرتی ہوں آپ لوگ آجاییں میں ڈراپ کر دیتی ہوں --- مہر کو نرمی سے کہتے وہ کمرے سے جا چکی تھی -- پیچھے مہر اوزگل کو ہدایت دیتی ---چیزیں سمجھا رہی تھی جسے سننا اوزگل کی مجبوری تھا----

گیٹ کی طرف بڑھتے زوا کے قدم رکے تھے -- گردن موڑتے اپنے شک کی تصدیق کی اندھیرے میں قدرے سنسان حصے میں کھڑا وجود یقین عالیار کا تھا -- حیرت اسے دیکھ کر نہیں ہوی تھی بلکہ اس کے ہاتھ میں موجود سگریٹ دیکھ کے ہوی تھی --- انکھوں میں ناگواری سموتے وہ عالیار کے ساتھ بیٹھی تھی --- عالیار جو اپنے خیالوں میں گم سگریٹ کے گہرے کش لیتا زمین کو گھور رہا تھا گردن موڑتے اپنے ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھ کے آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تیزی سے کھڑے ہوتے ہاتھ میں پکڑا سگریٹ زمین پر پھینکا---زوا نے برے غور سے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کی تھی --

بیٹھ جاو عالیار-- گلا کھنکارتے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور عالیار جبراِ کچھ فاسلے پر بیٹھتے سر جھکا گیا تھا---

صرف سگریٹ ہے --- اور میرے خیال سے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے --- طویل ہوتی خاموشی پر چڑتے بات کا آغاز کیا--

بلکل صیح اگر تمہیں لگتا ہے کے سگریٹ پینے میں کوی قباحت نہیں ہے تو چھپ کر کیوں پی رہے ہو ----

کیوں کے ہسپتال کے اندر پینے کی اجازت نہیں ہے --جواب فٹاک سے آیا ---زوا نے سمجھتے سر ہلایا--

گڈ مطلب اگر انکل آنٹی --- یا اوز میں سے کسی کو پتہ لگ جایے تو کوی مسلہ نہیں-- اور عالیار جو اگلا جواب ترتیب دے رہا تھا - ایک دم رک کے زوا کو دیکھا ---

آپ مجھے دھمکی دے رہی ہیں --- ماتھے پر نامحسوس بل واضع ہوے ---

نہیں پوچھ رہی ہوں ----

میں نے پہلی بار پی ہے مطلب پہلے ٹرایے کی تھی --- اوکے فاین -- پلیز گھر میں سے کسی کو مت بتایے گا--- گردن کو مسلتے ہتھیار پھینکے ----

جو چیز چھپ کر کی جایے-- کرتے ہوے بار بار مڑ کے دیکھنا پڑے -- کسی کے آجانے کے خوف سے دھڑکن تیز ہو جایے تو وہ کام کرنے میں قباحت ہے ---- تنہای میں کسی سے چھپ کر کیے گیے کام کی کوی جسٹییفکشن نہیں ہوتی عالیار وہ غلط ہوتے ہیں اور غلط ہی رہیں گے -- پھر چاہیے -- وہ سگریٹ ہو،

کوی نامناسب ویڈیو ہو --- یا کسی سے ٹیکسٹ پر بات کرنا ہو --- تم جو مرضی دلیل لے آو جو مرضی تھیوری اٹھا لو غلط کو صیح نہیں بنا سکتے --

عالیار کا سر مزید جھکا تھا۔ دل ملامت کرنے لگا تھا ---

جانتے ہو میرے پاس ایک لڑکی کی تھیرپی چل رہی ہے --ویسے تو یہ کانفیڈیشنل ہے پر مجھے لگتا ہے کسی کا راز کسی کی زندگی بچا لے تو بتانے میں حرج نہیں --- نظریں زمین پر گری سگریٹ پر تھی جس میں نارنجی رنگ کا شعلہ ابھی تک سلگ رہا تھا--بلکل تمہاری طرح ہے وہ زہین دنیا کو فتح کرنے کی چاہت سب کچھ پا لینے کا جنون --- پھر ایک دن اپنے آپ کو دوستوں کے سٹیٹس سے ملانے کے لیے پاوں دلدل میں پھنسا بیٹھی -- عالیار چونکا بڑے غور سے زو اکو دیکھا کیا وہ کوی کہانی سنا رہی تھی صرف اسے سمجھانے کے لیے ---

ہر غلط کام میں حصہ لیتی رہی -- پھر احساس بھی ہو گیا--- اپنے گناہوں پر نادم بھی ہے --- مجھے یقین ہے کسی نا کسی دن اس کے والدین اسے معاف بھی کر دیں گے -- پر جانتے ہو اس کے دل کا ایک حصہ ہمشہ کے لیے مردہ رہ جایے گا--اس حصے میں لگا سیاہ دھبہ تا عمر اسے دیمک کی طرح چاٹتا رہے گا --- ماضی کاخوف اسے کبھی خوش نہیں ہونے دے گا۔ روبٹ فورسٹ کی ایک نظم ہے میری پسندیدہ شاید اس کا مطلب کچھ اور ہے پر مجھے لگتا ہے وہ بہت گہری نظم ہے اس کے آخری سنٹینس یاد ہے تمہیں ---عالیار نے نفی میں سر ہلایا--

I shall be telling this with a sigh

Somewhere ages and ages hence:

Two roads diverged in a wood, and I—

I took the one less traveled by,

And that has made all the difference.

آخری لاین دہراتے زوا نے عالیار کی آنکھوں میں جھانکا--- جانتے ہو ہم شورٹ کٹ کے چکرو میں جو راستے لے لیتے ہیں سارا فرق وہاں سے شروع ہوتا ہے عالیار -- کتنی عجیب خواہش کی ہے اس نے یا شاید اپنی غلطی کا اظہار کیا ہےکے اور شاید میری بہت سی خواہشات میں سے ایک خواہش بھی کچھ ایسی ہی ہے کے اگر اگر کبھی زندگی میں مجھے موقع ملا تو میں وہ راستہ چنوں گی جس پر کسی کے قدم نہیں تھے---- ضروری نہیں جو راستے خوبصورت منظر دکھا رہے ہوں ان پر چلنا آسان بھی ہو--- -- زوا کی نظر بلڈنگ سے نکلتے مہر اور عالیان پر پڑی تھیں --- ہمارے سامنے دو راستے ہیں عالیار اور تعلیم اتنا شعور تو دے دیتی ہے کے ہمیں معلوم ہو سکے کون سا راستہ ہمیں تاعمر پچھتانے پر مجبور کر سکتا ہے ۔ کس راستے پر چلتے ہمیں عمر کے آخری حصے میں یہ خواہش نہ کرنی پڑے گی کے کاش

ہمیں زندگی دوبارہ سے دو رستے دکھایے اور ہم ان میں سے بہترین کا انتخاب کر سکیں ۔۔ آخری عمر کے پچتھاوے جان لیوا ہوتے ہیں عالیار۔۔ بات ختم کرتے وہ عالیار کو بہت سی باتیں سوچنے پر مجبور کر چکی تھی ----

----

رات کے اس پہر جب آدھی دنیا خاموشی میں ڈوبی تھی ایسے میں اسلام آباد کے اس علاقے میں خوب رونق تھی یا یہ کہا جایے اس حصے میں صبح ہی اس وقت ہوتی ہے تو کچھ غلط نہیں ہو گا ۔۔ پرانی عمارتوں کی خستہ دیواروں پر لٹکتے پیلے اور لال بلب گلی کو روشن کیے ہوے تھے ۔۔ دیواروں سے جھانکتی شوخ رنگوں سے منہ کو سجایے نیم عریاں لباس پہنے وہ تمامم عورتیں گلی سے گزرتے مردوں کو لبھانے کی بھر پور کوشش میں تھی ۔۔ یہ شہر کا وہ حصہ تھا جہاں دن میں کوی رخ کرنا پسند نہیں کرتا تھا ---- فضا میں رچی پان ۔۔ کلیوں اور تیز پرفیوم کی مہک دل کو بوجھل کرتی تھی ---- گلی میں پھلی سرخ روشنی میں نظر آتے وجود کا چہرہ کچھ واضح ہوا --- دایاں جانب آنکھ سے لے کر ہونٹ تک جلے کا نشان کندھے تک آتے بال جو پونی میں باندھ رکھے تھے ۔۔ خاکی رنگ کی شلوار سوٹ میں چہرے پر کرخت تاثرات سجاے ۔۔ آنکھوں کو چاروں جانب گھماتے کسی کی تلاش میں تھا --- دفعتا گلے میں حایل ہوتی بانہوں پر نظروں کا زوایہ اپنے سامنے کھڑی پکی عمر کی عورت پر ٹکایا۔۔ گہرے سرخ رنگ کی لپسٹک ۔۔ جسم کو عریاں کرتا لباس ۔مرد کی آنکھوں میں ناگواری اتری گردن سے بانہیں جھٹکتے جیب سے کیی نوٹ نکالتے عورت کی ہتھیلی پر رکھے ----

دیکھ بابو میں تیرے ساتھ کہیں نہیں جاوں گی یہ سامنے کمرہ ہے یہاں جانا ہے تو بات کر--- پیسوں کو مظبوطی سے تھامے چٹیا کو اداس ے گھماتے کمر پر ڈلا۔۔

یہ آدمی کہاں ملے گا۔۔ موبایل عورت کے چہرے کے سامنے کرتے پوچھا --- نظریں عورت کے علاوہ ہر چیز کا معاینہ کر رہی تھیں ---

پہلی بار آیا ہے --- ہاتھ کمر پر ٹکاتے بڑے غور سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا --- اس علاقے میں مرد عورت کو نگاہوں سے کاٹ کھاتے تھے اور وہ تھا کے نظریں نہیں ملا رہا تھا ---

جو پوچھا ہے اس کا جواب دو-----

نا دوں تو؟

تو کسی اور سے پوچھ لوں گا؟؟؟ کندھے کو ٹیڑھا کرتے قریب سے گزرنے کی کوشش کی پر سینے پر دھڑے ہاتھ نے رکنے پر مجبور کیا ۔۔ ماتھے پر تیوری چڑھایے ہاتھ میں پکڑے موبایل کو عورت کی کلای پر ٹکٹاتے جھٹکے سے سینے سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔

بڑی دید ہے تیری آنکھوں میں اس لیے بتایے دیتی ہوں ورنہ جو مجھے نظر انداز کرے اس کو چنبیلی منہ نہیں لگاتی ۔۔ہاتھ میں تھامے پیسے مرد کی جیب میں ڈالتے چہرے کو غور سے دیکھا

رااجہ نام ہے اس کا ایک نمبر کا (گالی) آدمی ہے ۔۔۔ پتہ نہیں کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکا ہے اس اندھیر نگری میں لا کر ۔۔ میں تو مشورہ دیتی ہو ں ۔۔ نہ ہی مل بڑا خطرناک ہے ۔۔۔چاروں جانب دیکھتے بڑی رازداری سے کہا

پتہ ؟؟؟؟

بڑا کوی ڈھیٹ ہے مجھے کیا ۔۔۔ یہ سامنے گلی میں بایں جانب جا وہاں ہی ملے گا ۔۔۔ ہاتھ سے اشارہ کرتے کندھے اچکایے اس سے پہلے نیے گاہک کی تلاش میں نظریں گھماتی آنکھیں بے یقینی سے پہلی تھیں ۔۔۔ پانچ ہزار کے کتنے نوٹ تھڑے پر رکھتے وہ شخص ایک بھی لفظ کہیے بغیر آگے بڑھ چکا تھا۔۔۔

اتنی تلاش تو کسی خزانے کی کی جاتی تو وہ مل جاتا راجہ صاحب آپ کو ڈھونڈنا زیادہ مشکل تھا ۔۔۔ اپنے پیچھے سے آتی آواز پر کرسیوں پر بیٹھے افراد مڑنے پر مجبور ہوے ۔۔۔ وہی شخص اب راجہ کے سامنے کرسی گھسیٹتے ٹانگ پر ٹانگ چڑھایے بیٹھتا مسکریا تھا

کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں ۔۔۔ سگریٹ نوشی سے کالے ہو چکے ہونٹ ۔۔ چہرے پر موجود کرخت تاثرات پان کی پیپ ایک طرف تھوکتے ناسمجھی سے اپنے سامنے موجود شخص کو پہچاننے کی کوشش کی

آہاں نہیں دماغ پر زور نا دیں جانب یہ ہماری پہلی ملاقات ہے ۔۔۔ میں رجب ۔۔ گردن کو مسلتے نامحوس انداز سے کان میں لگے آلے کو چھو ا تھا ۔۔۔

اگر ملاقات پہلی ہے تو بتا بھی دیں ایسی کون سی ضرورت ہے جو تمہیں میرے پاس کھینچ لای ہے ۔۔۔ سامنے پڑے ڈبے سے پان بناتے رجب کی طرف بڑھایا جسے بغیر کسی پس و پیش کے تھامے منہ میں رکھا ۔۔

سنا ہے بڑا تازہ مال آتا ہے آپ کے پاس ۔۔۔ اگر ہمیں بھی اس میں سے کچھ حصہ مل جایے تو۔۔۔ ارد گرد اٹھتے بے ہنگم قہقہوں پر بھنویں سکوڑی

اور بدلے میں مجھے کیا ملے گا ؟معنی خیزی سے کہتے   بڑے غور سے سامنے بیٹھے شخص کے تاثرات نوٹ کیے تھے جس کے ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ پھیلی ۔۔

جیب سے انولیپ نکالتے سامنے ٹیبل پر پھینکا جس میں سے جھانکتی نوٹوں کی گڈیاں راجہ کو کچھ لمحوں کے کیے خاموش کر گیی تھیں وہ گنے بغیر بھی بتا سکتا تھا یہ رقم کتنی ہے --- گلا کھنکارتے قریب گزرتے لڑکے کو آواز ماری ۔۔

تیار کر سب کو صاحب نے ملاقات کرنی ہے ۔۔ رجب کو اشارہ کرتے خود تنگ سی گلیوں سے گزرتے اب قدرے سنسان سے حسے میں آیا تھا لمبی سی گلی جس کے آخر پر تین منزلہ گھر اس وقت اندھیرے میں دوبہ ہو ا تھا --- رجب نے چاروں جانب نظریں گھماتے گلی کا معاینہ کیا --- سڑھیاں اتنی چھوٹی تھیں کےبامشکل پاوں پھنسایا جا رہا تھا دوسری منزل پر پہنچتے ۔۔ ہال کے درمیان کا منظر کچھ لمحوں کے لیے اس کا چہرہ تاریک کر گیا تھا پر راجہ اس سب سے لاپراوہ بولتا جا رہا تھا۔۔

یہ بلکل نیا مال سمجھو ان چھوا ۔۔خاص لوگو ں کے لیے ہے قسمت اچھی ہے تم آگیے ورنہ اگلے ہفتے یہ اڑ چکیں ہوتیں

اڑ چکیں ہوتی مطلب ؟ گھٹنوں کے بھار باندھی وہ کم ازکم بیس سے اوپر لڑکیا ں تھیں --- جن کو ایک نظر دیکھ کر بتایا جا سکتا تھا کسی اچھے گھرانے سے تعلق رہا ہو گا آنکھوں میں موجود خوف ---- رجب نے نظریں چڑاتے   راجہ کو دیکھا جو کسی اچھے دکاندار کی طرح سیل کیے جانے والے مال کی خصوصیت بتاتا ایک منٹ کے لیے تو رجب کو واقع لگا تھا وہ جتے جاگتے وجود کی نہیں کسی کپڑے کی بات کر رہا ہے

اڑ جاتیں مطلب ان کو بیچ دیا جاتا۔۔ رجب ایک دم چونکہ تھا۔۔ چہرے کے تاثرات نارمل کرتے سامنے نظر آتیں لڑکیوں کو دیکھا

ان کے علاو کچھ دیکھاو ---- منہ میں موجود پان کی کڑواہٹ گلے میں بامشکل اتاری تھی کمرے میں بڑھتا حبس کھڑا رہنا محال کر رہا تھا

ان کے علاوہ کیا چاہیے ---

کچھ چھوٹے سایز میں ----- راجہ کی موٹی سرخ آنکھیں مسکراہٹ سے پھیلی تھیں ---- تو پہلے بتاتے اتنا وقت برباد نا کرتا ---- اس کے لیے دو دن انتظار کرنا پڑے گا---- واپس سڑھیوں سے اترتے وہ لوگ ایک بار پھر اس تنگ گلی میں آمنے سامنے کھڑے تھے ۔۔

انتظار کیوں مجھے ابھی دکھاو--- درشتی سے کہتے   دو قدم راجہ کے قریب آتے ماتھے پر تیوری سجای

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے میاں آج کل میں نیا مال آنے والا ہے اس بار پھل میٹھا بھی بہت ہے دو دن بعد تمہے خوش نا کر دیا تو میرا نام رجہ نہیں---

کہاں پر آ ے گا ؟ رازداری سے پوچھتے کچھ اور قریب ہوا

تمہے مل جایے گا بے فکر رہو--- یہاں ہی ہفتے کی شام ملنا جتنا کہو گے اتنا تمہاری گود میں ڈال دیا جایے گا--- ہاتھ ملاتے راجہ جانے کے لیے مڑا تھا جب رجب کسی پتھر سے ٹکراتے اوندھے منہ زمیں پر گڑتے راجہ کا سہارا لینے کی کوشش کی پر ایک دم ہاتھ پر پڑتے دباو سے دونوں گلی میں گرے تھے -- معذرت پتھر نظر نہیں آیا -- زمین سے اٹھتے شرمندگی سے موبایل راجہ کی طرف بڑھیا جو خفگی سے موبایل لیتے گلی میں غایب ہوا تھا---

انہی تنگ گلیوں سے نکلتے تیزی سے سامنے کھڑی ہیلکس کا دروازہ کھولتے گاڑی زن سے اس حصے سے باہر نکالی تھی --- قدرے سنسان جگہ گاڑی روکتے --دروازہ کھولتے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جھکتے ہلق میں انگلی مارتے کچھ دیر پہلے کھایا گیا پان نکالنے کی کوشش کر رہا تھا جب کان میں لگے آلے سے حیدر کی آواز ابھری

کس عقل مند نے کہا تھا کے کھاو اس زہر کو---

اور اگر کھانا ہی تھا تو اتنی عقل ہونی چاہیے کے اس کے اند مجود مادے کو نگلنے کی بجایے تھوکا جاتا ہے -- حیدر کے جملے کو مکمل کرتے صفوان نے اورہان کی عقل مپر ماتم کیا

تو کریکٹر میں تھا میں اسے کہتا بھا ی میں نہیں لوں گا کیوں کے میری ماں نے میرے لال دانت دیکھ لیے تو میرا منہ لال کر دے گی ----

نہیں اسے سمپل بتا دیتے کے تم نے کبھی ٹرایے نہیں کیا -ایک اور نادر مشورہ حیدر کا منہ پکا سوجنے والا تھا

اتنے کریکٹر میں گھسنے کی ضرورت ہی کیا تھی کل کو تمہیں کوکین دے گا وہ بھی گٹک لینا--- اور صفوان کا بھی ----

-- پانی کی بوتل کو منہ سے لگاتے حلق میں موجود کڑواہٹ کو ختم کرنے کی کوشش کی ---

اتنی عقل تھی تو دونوں دفع ہوتے مجھے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی --- چہرے سے ویکس کو صاف کرتے -- چڑ کر جواب دیا ----

خیر چپ لگا دی ہے میں نے موبایل میں ایک ہفتہ ہے ہمارے پاس ہمیں ایکسپورٹ ہونے والے بچوں کی لوکیشن معلوم ہو جایے اس کے بعد اس آدمی پر ہاتھ ڈالیں گے ---صفوان کی سنجدہ آواز پر اورہان نے سر ہلاتے موبایل کے فرنٹ کیمرہ میں چہرے کو چارو زاویوں سے دیکھا -- شکر ہے ویکس نے چہرے کی خوبصورتی پر حملہ نہیں کیا تھا---

حیدر تم کل شو میں کچھ غایب ہوے بچوں کے والدین کو بلوا کر ---

مجھے جوب سے نکال دیا ہے --- اورہان کی بات ختم ہونے سے پہلے حیدر کے جملے نے دونوں حیران کیا تھا

تم نے بتا یا نہیں؟؟ سوال اورہان کی طرف سے ہوا تھا انہیں اس بات کا تو علم تھا وارنگ دی جایے گی پر نکلانا

تم لوگ بہت سی باتیں نہیں جانتے -- خیر کچھ ایکٹرز اور صحافیوں نے اپروچ کیا ہے ہم سوچ رہے ہیں مختلف این جی اوز سٹراییک کریں ایک طرح سے اچھا بھی ہے جتنا پریشر ڈلے گا اتنا حکومت سختی کرے گی اور ہمیں فایدہ ہو گا---

یہ کسی کا زاتی کیس نہیں ہے -- ہر فرد کے ساتھ ہوتے حادثے اہم ہیں چاہیے نوکری کاجانا ہو -- یا معمولی سا شک ہو تو براہے مہربانی پرانی غلطیاں دہرانے سے پرہیز کیا جایے --- صفوان کے الفاظ پر اورہان نے آنکھیں میچی تھیں اگر اسے لگا تھا اکٹھے کام کرنے سے رشے میں آی ڈراریں ختم ہو جاییں گی تو وہ غلط تھا--- تعلق ٹوٹ کے جڑیں تو درمیان میں آیا سالوں کا وقفہ دیمک کی طرح ہوتا ہے سب کچھ ٹھیک ہوتےہوے بھی اندر ہی اندر کھوکھلا کرتا ہوا---

بہتر --- ایک لفظی جواب کے بعد دوسری طرف سے لاین کا ٹ دی گی تھی --

ہم سب کا درد برابر ہے صفوان --- تم نے صرف بیوی کھوی ہے --- اس کا خسارہ زیادہ ہے ---- اورہان نے سالوں کی دبای بات بالآخر زبان پر لاتے صفوان کو ملامت کی تھی --

اس کا خسارہ زیادہ ہے تو اس کے کسی ایک خسارے میں بھی ساتھ کیوں نہیں کھڑے ہوے تین سال میں نے رابطہ نہیں کیا تو کیا تو تم نے بھی نہیں --- میں بتاوں کیوں اورہان صاحبب کیوں کے کہیں نا کہیں تم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہو کے اگر حیدر ہم سے وہ سب نا چھپاتا تو کیان اور عنایہ ہمارے درمیان ہوتے ---- اف یہ شخص خا موش زیادہ اچھا لگتا تھا ---- اورہان نے سر جھٹکتے کال کاٹی منہ میں بڑبڑاتے سر جھٹکا جب کچھ فاصلے پر کھڑے وجود کو کسی کے ساتھ الجھتے دیکھ آنکھیں چمکیں مس خود کشی -- زیر لب بولتے بال سیٹ کیے تھے --

----

خواب تھا دیدہ بیدار تلک آیا تھا

دشت بھٹکتا ہوا دیوار تلک آیا تھا

اب میں خاموش اگر رہتا تو عزت جاتی

میرا دشمن میرے کردار تلک آیا تھا

اتنا گریہ ہوا مقتل میں کہ توبہ توبہ

زخم خود چل کے عزادار تلک آیا تھا

عشق کچھ سوچ کے خاموش رہا تھا وورنہ

حسن بکتا ہوا بازار تلک آیا تھا

چاند کی ٹھنڈی روشنی بادلوں سے چھنتی قبرستان میں رات کے اس پہر روشنی کا واحد زریع تھیں ---قبرستان کےآہنی گیٹ کی ہوا سے ہوتی سرسراہٹ خاموشی کے طویل وقفے کو چیرتی   فضا میں خوف بن کے گونجتی تھی ۔قطار در قطار بنی قبروں کے کتبو کے سایے زمین پر پڑتے ماحول کو اور خوفناک بناتے تھے --- انہی قبروں کی سیدھ میں چلتے وجود کے قدم ایک قبر کے قریب رکے تھے ۔۔گھٹنوں کے بل بیٹھتے قبر پر پھیلے سرخ پتیوں کو ہاتھ سے جھاڑتے قریب پرے شاپر سے تازہ گلاب قبر پر پھینکے تھے مٹی کی وہ ڈھیری اب سرخ تازہ گلابوں سے بھر چکی تھی --- فضامیں رچتی پھولوں کی مہک کو انکھیں بند کیے اپنے اندر اتارا۔ چاند کی مدہم روشنی میں لڑکے کا چہرہ واضح ہوا ۔۔بادمی آنکھوں کے کونوں سے پھسلتے آنسوں کنپٹیوں سے بہتے چہرے پر پھسلتے جا رہے تھے -- ہونٹوں کو سختی سے میچے سسکیوں کو روکنے کی ناکام کوشش کی گی تھی ---- مضبوط ہاتھ اب قبر کی تختی کو نرمی سے چھوتے   کتنے منظر تازہ کر گیے تھے ---

عنایہ ابراہیم --- زوجہ صفوان احمد---- فضا میں اب صفوان کی دبی دبی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی --- سر قبر پر ٹکاتے اس کا ظبط جواب دے رہا تھا--- اردگرد بلند ہوتیں آوازیں شدید ہو رہی تھی ہر منظر پر ہاوی ہوتے صفوان کی عذیت بڑھا گیی تھیں --

کیا میں شادی کے بعد بھی بابا کا نام اپنے نام کے ساتھ لگا سکتی ہوں ؟؟؟ ٹخنوں کو چھوتی بوٹل گرین کلر کی شرٹ کے ساتھ سلیقے سے ہم رنگ ڈوبتا سر پر ٹکا رکھا تھا۔۔آنکھیں حیدر سے ملتی تھیں اس وقت حیدر کی بھر پور مخالفت اور صفا اور دادا کی رضامندی سے صفوان عنایہ کو نکاح کی شاپنگ کروانے لایا تھاجب لفٹ میں سوار ہوتے عنایہ کی مدہم آواز کانوں میں پڑی تھی --- صفوان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی --

کس خوشی میں ہر عورت نکاح کے بعد سٹیٹس چینج کرتی ہے آپ بھی کریں گی ۔ہونٹوں کے کونوں سے پھوٹتی مسکراہٹ کو دانتوں تلے دبایے سنجدگی سے جواب دیا ۔ لہجہ سخت نہیں تھا پر عنایہ کو لگا تھا۔

پر ضروری تو نہیں بابا کا نام زیادہ اچھا لگے گا

آپ کو لگتا ہے میر ا نام آپ کے ساتھ سوٹ نہیں کرتا۔ لفٹ سے نکلتے صدمے سے عنایہ کو دیکھا

میں نے یہ تو نہیں کہا بس بابا کا زیادہ اچھا لگتا ہے ---

بہت اچھے کل کو میں اچھا نہیں لگوں گا تو کیا کریں گی مجھے پہلے ہی یقین تھا حیدر نے یہ رشتہ زبردستی تہ کیا ہے آپ کی خواہش نہیں تھی --- صفوان سادہ لہجے میں کہتا عنایہ کو ششد کر رہا تھا وہ منہ کھولے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی ---

پر شکر ہے ابھی بھی ٹایم ہے میں حیدر سے بات کر تا ہوں کے و ہ اس سب کو یہاں ہی روک دے

آپ بھای کو کیوں کال کر رہے ہیں ۔ صفوان کے کان سے فون کھینچتے وہ اڑی رنگت کے ساتھ بولی تھی ۔۔ میں اس شادی سے خوش ہوں انہوں نے سب کچھ مجھ سے پوچھ کر کیا ہے میری رضا مندی شامل ہے میں بھی آپ کو پسند کرتی ہوں۔ میں نے ویسے ہی کہا تھا۔ میں آپ کانام ہی لگاوں گی پکا ۔۔ آپ ناراض مت ہوں --- پریشانی سے بولتے اس کی نظر صفوان پر پڑی تھی جس نے اس کے ہاتھ سے موبایل پکڑتے سکرین عنایہ کی آنکھوں کے سامنے کی تھی --- جہاں ریکاڈنگ کا ساین نظر آ رہا تھا۔-- عنایہ کی آنکھونمیں ناسمجھی اتری ۔۔

ریکاڈنگ کر رہا تھا --- آپ اعتراف محبت میں اتنی کنجوسی کرتی ہیں تو سوچا چیک کر ہی لوں یک طرفہ محبت ہی نا ہو پر نہیں آگ تو برابر لگی ہے ۔۔ عنایہ کا چہرہ سرخ ہو اتھا ---

اپ نے یہ سب ----

ڈرامہ کیا ہے --- ورنہ مجھے تو کوی مسلہ نہیں اپ ابا کا نام لگایے یا چاچا کا ---- سب سے ضروری آپ ہیں اور وہ میرے حصے میں لکھ دی گیی ہیں اب میری بلا سے جو مرضی نام لگاتی پھیریں ۔۔عنایہ کی طرف جھکتے سرخ چہرے پر موجود ناک کو دباتے اس کے ایک ایک نقش کو دل میں اتارا تھا۔

شرم نہیں آتی اتنا پریشان ہو گی تھی میں

آتی ہے جب آپ نے اعتراف محبت کیا تھا تو تو بہت آی تھی ---- مسکراہٹ ہونٹوں سے جد اہونے کا نام نہیں لے رہی تھی عنایہ کے ہاتھوں کو تھامتے سامنے نظر آتی شاپ کی طرف قدم بڑھایے ---

جھوٹ بولنے سے گناہ ملتا ہے کوی اعترف محبت نہیں کیا میں نے --- ناک چڑھاتے خجالت مٹانے کی کوشش کی

اچھا پر میں نے تو سنا ہے سناو ں کیا--- موبایل کی سکرین ان لاک کرتے عنایہ کو دیکھا جو اسے گھوری سے نوازتی بے ساختہ ہنستی چلی گی تھی ----

ہنسی کی آواز تحلیل ہوتی واپس حال میں کھینچ لای تھی --- جیب میں وایبرٹ ہوتےموبایل کو آنکھوں کے سامنے کیا --

صفا کالنگ --- ایک نظر ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ڈالی ۳:۳۰ آنکھوں کو رگڑتے کال اٹینڈ کی ---

کہاں ہو صفوان امی اتنا پریشان ہو رہی ہیں -صفا کی تپی آواز سپکیر سے گونجی تھی ---

قبرستان ---

تمہارا دماغ ٹھیک ہے یہ کوی وقت ہے وہاں جانے کا ----صفوان نے آخری نظر قبر پپر ڈالتے واپسی کے لیے قدم اٹھایے تھے

صفا امی سے کہو مجھے مجبور نا کریں -- یار مجھے نہیں کرنی شادی -- پلیز سمجھاو --- تھکے لہجے میں کہتے کار کی سیٹ سے سر ٹکاتے اسے یادآ یا تھا گھر میں صالحہ بیگم سے ہوی بحث کے بعد وہ یہا ں آیا تھا-- وہ چاہتی تھی کے صفوان اب آگے بڑھ جایے پر کیا اتنا آسان تھا آگے بڑھنا ---

وہ ہمارا بھلا چاہتی ہیں صفوان . ملنے میں کیا حرج ہے ایک بار دیکھ لو شاید -- آواز میں پہلے والی سختی مفقود تھی --

شاید کے آگے تمہارے پاس بھی الفاظ نہیں ہیں صفا --- محبت انسان کو بہت زلیل کرواتی ہے --- محبوب مل جایے تو سب ٹھیک ورنہ اس کی کمی انسان کو خوار کر دیتی ہے آنکھوں سے آنسوں اب بھی رواں تھے --

مجھے لگتا ہے ہم سب کبھی ہیل نہیں کر پاییں گے ایک دوسرے کو الزام دیتے -- ایک دوسرے سے لڑتے ہم اور زخمی ہوتے جا رہے ہیں --- میں نے آج حیدر کو بہت برا کہا ہے صفا مجھے لگا میرا دل ہلکا ہو جایے گا -- پر اس پر اور بوجھ پرتا جا رہا ہے --- صفا نے بے بسی سے ہونٹ چبایے تھے عنایہ کے لیے اس کی جنونیت سے واقف تھی وہ --حیدر کے زکر پر دل کٹا تھا --- خاموشی سے فون کٹاتے اپنی اپنی سوچوں میں گم ایک اور رات پگھلتی جا رہی تھی .

ہسپتال کا یہ حصہ قدرے سنسان تھا ۔ طویل راہداری میں سفید بلب دیواروں پر روشنی بکھیر رہے تھے ۔خاموش پڑی راہداری میں کچھ دیر بعد کوی آواز گونجتی ۔جیسے لوہے کے ڈبوں کو آپس میں کھینچا جا رہا ہو۔ راہداری کے آخر میں موجود کمرے کا دروازہ نیم واہ تھا --- دروازے پر لگی تختی پر لکھے حروف " مردہ خانہ " سفید روشنی میں چمک رہے تھے ۔اس حصے میں مخصوص لوگو کو آنے کی اجازت تھی --- یہ کمرہ عموم لاشوں کو لمبے عرصے کے لیے محفوظ کرنے کے لیے بنایا جاتا---اس کا درجہ حرارت دو سے چار ڈگری سیلسیں ہوتاہے ۔لاشوں کی شناخت کے لیے ان کے انگھٹوں پر چٹ لگای جاتی ہے جس پر لکھے نام،شناختی نمبر اور موت کا وقت درج ہوتا ہے۔ جدید مردہ خانوں میں لاشوں کو محفوظ کرنے کے لیے الگ الگ سٹیل کے دراز ہوتے ہیں جنہیں --

Mortuary Refrigerator Units

کہا جاتا ہے ۔عام طور پر یہاں لاشیں محض چوبیس یا بہتر گھنٹوں کے لیے رکھی جاتی ہیں۔

اس کمرے کا منظر باقی مردہ خانوں کے منظر سے کچھ مختلف تھا--- کمرے کی چاروں دیواریں سٹیل کے مختلف دراز سے آراستہ تھیں --- کمرے کے وسط میں چار سٹریچر سیدھ میں پرے تھے جن پر موجود سفید چادر سرخ ہو چکی تھی ۔چاروں سٹریچرز پر پڑے وجود زندگی کی بازی ہار چکے تھے کھلی مردہ آنکھیں دیوا پر ٹکی تھیں سٹریچرز کے اینڈ پر ٹرایی پود سٹینڈ پر ٹکا کیمرہ بری مہارت سے کمرے کا منظر قید کر رہا تھا--- کیمرے کے پیچھے کھڑا عمیر بغیر کسی تاثر کے بغیر لاش پر جھکے شخص کو دیکھ رہا تھا۔ جو بڑی مہارت سے چھری کی نوک پیٹ پر پھیرتے ہاتھ اندر ڈالے مختلف اورگنز باہر نکالتا ۔ فورملین والے ڈبے میں ڈالتا جا رہا تھا (فورملین ایک کیمکل ہوتا ہے جس میں انسسانی عضا کو محفوظ کیا جاتا ہے یہ فورمیلڈی ہایڈ گیس کو پانی اور میتھونل کے ساتھ ملا کر بنایا جاتا ہے)---چہرے پر لگے ماسک سے جھانکتی آنکھیں بلکل خالی تھیں جیسے یہ روٹین کا کام ہو ---کمرے میں گونجتی مختلف آوازوں پر عمیر نے بے زاری سے گردن گھما کر کمرے کے کونے پر پڑے وجود کو دیکھا جس کے ہاتھ پیر باندھے منہ پر ڈکٹ ٹیپ لگا رکھی تھی ۔ آنکھوں میں خوف وحراس لیے وہ اپنے سامنے ہوتی بربریت کا گواہ تھا۔ دفعتاٍ کمرے کا دروازہ کھولتے وجود کو دیکھ آنکھوں میں سکو ن کی ایک لہر اتری تھی ۔ پر اسے عمیر کے پاس رکتے مختلف ہدایت دیتے دیکھ آنکھوں میں بے یقینی اتری ----

ارے عمیر اسے کیوں باندھ رکھا ہے یہاں ---- اچانک نظر پڑتے کچھ قدموں کے فاصلے پر رکتے عمیر سے سوال کیا جو مودب سا آگے ہاتھ باندھے ایک نظر ڈاکٹر اسامہ پر ڈالے روبوٹک آواز میں بولا ---

سر یہ ہمارے کام کے چشمدید گواہ بن گیے تھے تو سوچا --- منظر کچھ زیادہ واضح کر دوں رپورٹ لکھوانے میں آسانی ہو گی ----اسامہ زمین پر رنگیتا پیچھے دیوار کی طرف کھسکا تھا----

اوہ کتنی بار کہا ہے کے احتیاط سے کام کیا کر وعمیر --پینٹ کو گھٹنوں سے اٹھاتے پنجوں کے بھار زمین پر بیٹھتے لہجے میں مصنوعی تنبہی سموتے ایک جھٹکے سے ٹیپ کو ہونٹوں سے جدا کیا ----

میں کسی کو کچھ نہیں بتاوں گا پلیز جانے دو -- میں وعدہ کرتا ہوں ---اسامہ کی گڑگڑاہٹ کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی ---جسم بری طرح سے کانپ رہا تھا جو بربریت وہ دیکھ چکا تھا اپنا انجام جاننے کے باوجود بھی رحم کی بھیگ مانگتے وہ طراب کے پیروں میں جھکا تھا۔-

ایک شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا نرم دل ۔ انصاف پسند۔محبت کرنے والا بہت حسین بادشاہ ــ اس کی) سلطنت میں سب اسے بہت پسند کرتے تھے ---سلطنت کے لوگوں کو اس سے کوی شکایت نہیں تھی ـلو کوی انسان اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے کے کسی کو اس سے کوی شکایت ہی نا ہو ـکمرے میں گونجتی آٹھ سالہ بچے کی آواز نے کہانی کار کو رکنے پر مجبور کیا ۔ ماتھے پر مصنوعی بل سجایے بیڈ پر لیٹے بیٹے کو دیکھا جس نے کمبل سینے تک اوڑھ رکھا تھا چہرے پر چھای خاموشی اور سیاہ آنکھوں کے قریب بنا سرخ رنگ اسے الگ بناتا تھا ــ چھوٹے سے ماتھے پر بل واضح تھے ــ کیا ھے بھیو ابھی تو بابا نے شروع کی ہے آپ خاموشی سے سنے نا ۔ آواز دوسرے سنگل بیڈ سے ای تھی باپ نے مسکراہٹ دباتے گردن بیٹی کی جانب موڑی ۔ چھ سالہ بچی چہرہ ہاتھوں میں چھپایے بڑے اشتیاق سے باپ کو دیکھ رہی تھی بھای کی دخل اندازی خاص پسند نہیں آی ـــچھوٹے سے کمرے میں دیوار کے ایک جانب دو سنگل بیڈ پڑے تھے درمیان میں پڑی کرسی پر بیٹھا باپ مخصوص انداز میں لہجے کو بھاری بنایے کہانی سنا رہا تھا۔اچھا تو میں کہاں تھا ۔ مسکراہٹ دباتے دونوں بچوں کو دیکھا۔ بادشاہ کی سلطنت بہت خوشحال تھی ــ چہرہ ہاتھوں کے ہالے سے اٹھاتے لقمہ دیا۔ ہاں تو بادشاہ کا ایک بچپن کا دوست بھی تھا جس سے بادشاہ کو بہت لگاو تھا ۔ وہ لڑکا گاوں کے متوسط گھرانے سے تعلق رکھتا تھا پر سٹیٹس ڈیفرنٹ کے باوجود ان دونوں کی دوستی بہت گہری تھی ۔ لڑکے نے آنکھیں گھمای ـــپر باپ بھر بھی بولتا جا رہا تھا ۔ خیر بادشاہ کا جو وزیر تھا بادشاہ سے بہت جلتا تھا ـاور یقین وہ بادشاہ کو مار کے سلطنت لینا چاہتا تھا ــ باپ کی کہانی کا ڈراپ سین کرتے چہرے پر شرمندگی قطع نہیں تھی ۔ لڑکی ایک بار پھر خفگی سے مڑی تھی ۔ احتجاجِ چھوٹے ہاتھ فضا میں بلند کرتے غصے کا اظہار کیا۔ـ باپ نے ایک نظر بیٹے کو دیکھا ـجو بہن کا ناراض چہرہ دیکھتے ناچار کہانی میں دلچسپی لینے کی کوشش کی اوکے اب نہیں بولتا۔ـ باپ نے سر جھٹکتے کہانی پھر شروع کی ــ

وہ وزیر ہر وقت بادشاہ کی کوی نا کوی کمزوری ڈھونڈنے میں لگا رہتا پھر ایک دن وزیر کو وہ کمزوری مل ہی گیی جو بادشاہ کو برباد کر سکتی تھی ـــناچاہتے ہوے بھی لڑکے کے چہرے پر اشتیاق ابھرا تھا باپ کا تجسس پھیلانا برا لگا تھا۔ کیا تھی وہ کمزوری بے صبری سے پوچھا گیا ـــ)

عمیر کیا شجرہ نصب ہے ڈاکٹر صاحب کا --- سیاہ کالی آنکھیں اسامہ پر ٹکا رکھی تھی --

باپ راٹیر پروفیسر ہے ۔۔ ماں مر چکی ایک بھای تیس ہزار کی نوکری کرتا ہے اور ایک بہن ہے جس کے لیے رشتے کی تلاش جاری ہے ۔۔کسی رٹے رٹایے سبق کی طرح شجرہ نصب طراب کے گوش گزارہ

اچھا تو ایسا کرتے ہیں بھای کو اچھی نوکری دلوا دو ۔۔ بہن کا رشتہ ڈھونڈوں ۔۔ گردن موڑتے عمیر کو دیکھا ۔۔۔ ویسے تم چاہوں تو میں گواہ بننا پسند کروں گا ۔۔۔ بتاو ڈاکٹر صاحب رشتہ قبول ہے اچھا انسان ہے عمیر ۔۔ دوستانہ انداز میں پوچھتے مشورہ کیا

کیا بکواس ہے یہ میری بہن کا نام اپنی گندی زبان سے بھی نا لینا ۔۔ تم جیسے خبیث لوگ کتے کی موت مرو گے ۔۔ سرخ چہرے سے چیختے سر کو پوری قوت سے طراب کے سر میں مارنے کی کوشش کی پر بروقت عمیر کے بال جکڑتے اتنی ہی قوت سے سر پیچھے لوہے کے بنے دراز پر مارا تھا ۔۔ چہرہ طیش سے سرخ ہو رہا تھا سیاہ آنکھوں میں جلال ابھرا تھا

میرے سامنے آواز آہستہ رکھتے ہیں ورنہ میں اس قابل نہیں چھوڑتا کے دوبارہ آواز بلند کر سکو۔۔۔

تم اس قابل نہیں ہو کے تمہارے سامنے زندگی کی بھیک مانگی جایے تم جیسے جانور کے آگے گڑگڑانے سے اچھا ہے میں عزت کی موت کو گلے لگا لوں سر کے پچھلے حصے میں اٹھتے درد کی ٹیس شدید تھی

تو پھر خواہش پوری کر دیتا ہوں ۔۔۔ بالوں پر گرفت مظبوط کرتے اگلے ہی لمہے بنا رکے سر کو پچھے بنے کیبن پر مارتے آنکھوں میں عجیب سا جنون تھا ۔۔۔۔ خون کے چھینٹے چہرے پر پڑتے چہرہ سرخ کر رہے تھے پر وہ بنا رکے تب تک سر پیچھے مارتا رہا تھا جب تک اسامہ کی سانسیں بند نہیں ہو گی تھی ۔۔۔سر کا پچھلا حصہ بری طرح پچک چکا تھا ۔۔۔خون لوہے کے کیبنز سے ہوتا زمین پر پھیل رہا تھا ۔۔۔ طراب نے زمین پر بہتے خون کو دو انگلیوں سے چھوتے ناک کے قریب کیا گاڑھا لال تازے ، خون کی بو کمرے میں پھیلتی جا رہی تھی ۔۔ اسامہ کا بے جان وجود ایک جانب لڑکھ چکا تھا۔۔۔

بادشاہ اپنے دوست کی بیوی کو پسند کرتا تھا ۔وزیر کے لیے یہ بات خاصی فایدہ مند ثابت ہونے والی) تھی اب وہ دن رات اپنے پلین کو پورا کرنے کے لیے موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ کہانی میں آتے اتار چڑھاو کے ساتھ ھی باپ کی آواز بھی بدل جاتی ۔ دونوں بچے پورے انہماک سے کہانی میں گم تھے معصوم آنکھوں میں تجسس ہلکورے لے رہا تھا یہ کہانی پچھلی کہانیوں سے زیادہ دلچسپ تھی ۔۔ پھر پھر کیا ہوا۔۔۔ بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولتے سوال کیا ۔۔۔ ایک دن وزیر کوموقع مل گیا ۔۔ اس نے کسی بہانے سے بادشاہ کی بیوی کو محل بلاتے تہ خانے میں قید کر دیا ۔ اور ایسے ہی سلطنت کی کچھ اور لڑکیوں کو بھی تہ خانے میں بند کرتے گاوں میں مشہور کر دیا کے بادشاہ خوبصورت لڑکیوں کو قید کرتے تحفے کے طور پر دوسرے بادشاہوں کو بھیجتا ہے ۔۔ گاوں والوں کو اس بات پر یقین تو نہیں آیا پر

اپنی بیٹیوں کی گمشدگی نے چارو ناچار باداشاہ کے محل میں گھسنے پر مجبور کر دیا ــ بادشاہ کو تکلیف تو بہت ہوی پر اس نے تلاشی کی اجازت دے دی ــ اور وہی ہوا جو وزیر چاہتا تھا تہ خانے سے برآماد ہوتی لڑکیوں نے گاوں والوں کو طیش دلا دیاـ بادشاہ پر دھاوا بولتے اسے دربدر کر دیا گیا

کیا بادشاہ نے اپنی صفای نہیں دی اور اس کے دوست نے بھی یقین نہیں کیا؟؟ معصوم زہن میں ابھرتے سوال پر باپ نے گہری سانس لی ـ نہیں کسی نے یقین نہیں کیا بادشاہ کو اپنا شہر ـاپنے لوگ ـ اپنے دوست چھوڑنے پڑے

پر کیوں وہ بے قصور تھا اور دوست کو تو یقین کرنا چاہیے دوست تو سب جانتے ہیں ایک اور اعتراض ــ باپ نے غور سے بیٹے کے چہرے کی سرخی کو دیکھا کہانی ان معصوم زہنوں کے لیے زیادہ نیگیٹو ہو گی تھیــ سر کھجاتے دونوں کو دیکھا

ہاں تو ہوا نا یقین اینڈ پر بادشاہ کے دوست کو معلوم ہو جاتا ہے یہ سب وزیر کا کیا دھرا ہے وہ وزیر کو مار دیتا ہے اور بادشاہ کو واپس اس کی سلطنت دے دیتا ہے ایک بار پھر بادشاہ مقبول ہو تا ہے اور ہیپی اینڈینگــ کہانی کو دو لاینوں میں سمیٹتے ـ دونوں کے ماتھے پر بوسا دیا ـ پر بیٹے کی بات پر قدم زنجیر ہوے تھے بے یقینی سے آنکھیں پھیلی تھیںــ کسی بھی کہانی کی ہیپی اینڈینگ نہیں ہوتی کہانی میں جو سب سے زیادہ سفر کرتا ہے وہ اپنا بدلہ کیوں نہیں لیتا میرے خیال سے بادشاہ کو اپنی رسوای کا بدلہ لینا چاہیے تھا جن لوگوں نے اس پر الزام لگا یا تھا اسے ملک بدر کیا تھا بادشاہ کو انہیں زندہ درگور کر دینا چاہیے تھاــ یہی اصول ہونا چھاہیے جو تکلیف دے اسے تکلیف دی جایے ـــجب ولن کے حصے میں کچھ نہیں آ رہا پھر دنیا کے حصے میں بھی کچھ نہیں آنا چاہیے اس کے لیے کوی بارڈر لاین نہیں (ہونی چاہیے ـ

صبح کی اخبار میں ایک اور کار ایکسیڈنٹ کی ہیڈ لاین بہت حادثات ہوتے جا رہے ہیں اس ملک میں --- عمیر کے بڑھیاے ویٹ ٹاول سے چہرہ اور ہاتھ صاف کرتے افسوس سے کہا

ایسا کرو میڈیاکیےسامنے اس کی خاندان کی کفالت کا علان کر دینا آخر کا ر میں ایک بہترین باس ہوں اپنے اتنےاچھے ڈاکٹر کی موت پر اتنا تو کر ہی سکتا ہوں یو نو --- ہمبل بوس---شرٹ سے نادیدہ گرد جھاڑتے اگلا حکم دیا--- کمرے میں خو ن کی بو کے ساتھ پھیلتے کالے گہرے سایے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے --

----

ہاں جی تو اب آپ مجھے بتایں گے کے کیا چیز آپ کو پریشان کر رہی ہے ؟؟ اوزگل کی آواز پر میر آفان نے گردن موڑتے اپنے سے کچھ فاصلے پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا--- ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوی تھی چہرہ نقاہٹ

کے باعث پیلا ہو رہا تھا کمرے میں خاموشی تھی --- مہر لوگ کچھ دیر پہلے جا چکے تھے اور بالآخر اوزگل کو بات کرنے کا موقع مل ہی گیا تھا---

کوی مسلہ نہیں ہے میری جان بیماری تو اللہ کی طرف سے آتی ہے ۔نقاہت زدہ آواز میں کہتے اوزگل کے ہاتھوں کا تھامتے ہونٹوں سے لگایا

بلکل بیماری اللہ کی طرف سے آتی ہے پر کچھ بیماریوں کو ہم خود دعوت دیتے ہیں جیسے آپ نے اس ہارٹ اٹیک کو دی ہے -- اب جلدی جلدی بتاییں مجھے کیا پریشانی ہے --

کچھ نہیں بس عالیار کی وجہ سے پریشان ہوں -- ایسی کوی خاص وجہ بھی نہیں ---

ہممم گڈ اب یہی بات آپ فلٹر ہٹا کر بتایں --- میر آفان بے ساختہ ہنسے تھے سر سیدھا کیے سیلنگ پر نظریں ٹکای -- چہرے پر جھریاں واضح ہو رہی تھیں ---

میں نہیں جانتا اوز میری تربیت میں کہا ں کمی رہ گی ہے -- کہاں چُک ہو گی ہے جو عالیار غلط راستے پر چل نکلا ہے --- میں نے تو پوری زندگی حرام کو منہ نہیں لگایا--- اپنی جوانی اتنی سنبھال کر گزاری کے کہیں میرا کوی غلط کام میری اولاد کے آگے نا آجایے --- پر عالیار نے میری تمام محنت پر پانی پھیر دیا ہے -- عالیان کو لگتا ہے کے وہ ابھی اس دلدل میں نہیں اترا ہم اسے کھینچ لیں گے

-- مجھے خوف آرہا ہے اوزگل میں کیا کروں ؟اوزگل نے نم آنکھوں سے باپ کی کنپٹی سے بہتے آنسوں دیکھے تھے --- گھر کے سب سے مظبوط ستون کو بکھرتے دیکھنا تکلیف دہ تھا --- کمرے میں اب صرف خاموشی تھی ---

آپ کو پتا ہے ابا مسلہ حلال حرام نہیں ہے --- نہ ہی تربیت کا مسلہ ہے --- اور نا ہی ماں باپ کے ماضی کا لینادینا ہے --- اصل مسلہ آج کی جنریشن ہے --جو ایک ساتھ بہت سی جنگیں لڑ رہی ہے ---اوزگل کی آواز نرم تھی میر آفان نے گردن موڑتے بیٹی کے چہرے پر نظریں ٹکای ---

اکیسویں صدی کی جنریشن اس لیے بھی غلط راستوں پر چلتی جا رہی کیوں کے ان کو اپنے زمانے کے زہنوں کے ساتھ بھی لڑنا پڑتا ہے اور اور گھر میں پرانی زہنیت کے پکی عمر کے لوگوں سے بھی ---ان کے لیے دنیا صرف ایک کلک دور ہے اپنے کمرے میں بیٹھے وہ دس ممالک کے لوگوں کا رہن سہن دیکھتے ہیں ---- اپنی عمر کے بچوں کے پاس وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جن کو پانا ان کی خواہش ہے ---- جو چیز ان کے گھروں میں غلط ہے ان کے فرینڈز سرکل سے لے کر سوشل میڈیا تک اس کی ہایپ ہے ---- جس چیز کو ہمارے معاشرے میں حرام قرار دے دیا گیا ہے وہ چیز دنیا کے کسی اور کونے کے لیے حال ہے -----

تو آپ کہنا چاہ رہی ہیں جو وہ کر رہا ہے ٹھیک کر رہا ہے کیوں کے کسی اور خطے میں اس کی ممانعت نہیں ۔۔ میر آفان نے خفگی سے بیٹی کو دیکھا ۔۔۔

نہیں ابا میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کے آج کے بچو کو لوجکس چاہیے ہیں ۔۔۔ میر آفان چونکے

ہمارے زمانے میں تو کسی راہ چلتے نے بھی کہہ دیا بیٹا یہ کام صیح نہیں تو ہم وہاں ہی کانوں کو ہاتھ لگا لیتے تھے ۔۔ ہم تو لوجکس نہیں مانگتے تھے ۔۔۔

یہی مسلہ ہے یار آپ لوگ آج کے بچوں کو اپنے زمانے سے کمپیر کرنا بند کریں آپ لوگوں نے اتنی چینجنگز نہیں دیکھی ۔۔۔ آپ لوگوں کا سرکل اتنا وسیع نہیں تھا۔۔۔ آج کے بچے ہر رنگ نسل کے لوگوں سے انٹرایکٹ کرتے ہیں ان کے پاس بے شمار سوالات ہیں اور جب سوال کا صیح جواب نا دیا جایے تو وہ کسی بھی جواب پر یقین کر لیتے ہے۔۔۔ صرف یہ کہ دینا کے شراب حرام ہے ۔۔ اس کا اگلا سوال یہ ہو گا کے فلاں ملک میں تو حلال ہے اور اس کو یہ کہہ دینا بھی کافی نہیں کے بس حرام ہے تو ہے ۔۔ ابا اسے بتاییں کے یہ پہلے حلال تھی ۔۔ پھر ایسا کیا ہوا جو حرام کر دی گی۔۔۔ آ پ آج کی جنریشن کو یہ کہیں گے نا ک تمہاری سوسایٹی غلط ہے چھوڑ دو اسے تو وہ لڑنے مڑنے پر اتر آے گا کیوں کے وہ اس کے دوست ہیں دوستوں کے لیے وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو جایے گا ۔۔۔ اسے ٹوکنے کی بجایے اسے اپنے اتنا قریب کر لیں کے وہ صیح غلط کو چننے پر مجبور ہو جایے ۔۔۔۔ آپ اسے ٹوکیں گے تو وہ ضد میں وہی کام کرے گا آپ سے دور ہو جایے گا ۔۔۔ اسے صرف سنیں ۔۔ اور پھر اس کے سامنے پروز اور کونز رکھیں کے اگر وہ اس پر چلتا رہا تو یہ ہو گا آخری فیصلہ اس کا ہے ۔ آج کی جنریشن کو سایٔنس پر اندھا اعتماد ہے اسے اسی سے پکڑیں اسے دکھاییں جو تحقیق اس کی دنیا آج کر رہی ہے وہ ہزاروں سال پہلے ہو چکی ہے ۔جو سپر ہیرو ان کے رول ماڈل ہیں ان کے سامنے ہمارے اسلام کے سپر ہیروز کا زکر یں انگریز عقل سے کھیلتے ہیں وہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کے نہیں بتاتے کے ان کے بنایے گیے ہیرو کتنے طاقت ور ہیں وہ دیکھاتے ہیں اور جو نظر دیکھتی ہے اس کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے آپ بھی بتانے کی بجایے دکھاییں کے ان کے ہیروز سے زیادہ ہمارے ہیروز بہترین ہیں ۔ اوزگل نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی

اگر وہ پھر بھی نا سمجھا ۔۔۔۔

ہو ہی نہیں سکتا ابا آپ نے ہی سکھایا ہے توکل جتنا مضبوط ہو گا کامیابی اتنی نزدیک ہو گی ۔۔۔ باپ کے ماتھے کو چھوتے ان کا ہاتھ تھپتھپایا تھا۔۔۔

میری بیٹی اتنی عقل مند تھی مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ میر آفان حقیقتِ ہلکا محسوس کر رہے تھے

ہاں بس آپ کی سوتیلی بیوی کو یقین نہیں مجھ پر ۔ناک چڑھاتے چشمے کو میر آفان کی طرف بڑھایا جنھوں نے مسکراتے ٹیشو سے اس کے شیشے صاف کرتے واپس اس کی طرف بڑھایے ---

اب آ پ تسلی سے سو جاییں میں زرا میڈیسن کا پتا کر آوں -- چادر کو ان کے سینے تک پھیلاتے کمرے کی لایٹ مدہم کرتے آہستہ سے دروازہ اپنے پیچھے بند کیاتھا---

----

مس ڈورا آپ رات کے اس پہر ہسپتال میں کیا کر رہی ہیں ؟؟ اوزگل جو مزے سے چایے میں بسکٹ دبوتے موبایل پر مصروف تھی اپنے پیچھے سے آتی آواز پر ایک دم اچھلی تھی چایے چھلک کر قمیض کو داغ دار کر گی تھی ۔ماتھے پر تیوری سجاتے کچھ فاصلے پر کھڑے طراب کو دیکھا-- جس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوے تھے کہنیوں تک فولڈ بازوں اور شرٹ کے پہلے دو بٹن کھلے ہوے تھے -- سیاہ آنکھیں ساکن تھیں ---

آپ کیا کر رہے ہیں اس وقت ہسپتال میں ؟بے ترتیب ہوے بینگز کو ہاتھ سے ایک طرف کرتے الٹا سوا ل داغا--

میرا ہسپتال ہے مادام میں رات یہاں گزارو ں یا دن آپ کا سوال کرنا بنتا نہیں ہے ----اوزگل کی جھوٹی چایے اس کے ہاتھ سے پکڑتے لبوں سے لگای تھی ---

آپ ایسا کریں اپنی ایک بہت بڑی تصویر فریم کرا کے ہسپتال کے کونے کونے پر لگا دیں تا کہ آپ کو اپنی زبان نا تھکانی پڑے --

اوہ آیڈیا تو زبردست ہے ---- چلیں پھر ایک تازہ فوٹو کھینچے تاکہ میں صبح ہی یہ نیک کام کر لوں--باقی بچی چایے کو ایک سانس میں حلق میں اتارتے اوزگل کو مزید تپایا تھا جو اپنی چایے کا خالی کپ دیکھتے صدمے میں تھی اتنی مشکل سے لے کر آی تھی ---

آپ --- کیا مسلہ ہے آپ کے ساتھ جب دیکھے تپانے آجاتے ہیں --- میں نے نا ہیرسمنٹ کا کیس کروا دینا ہے آپ کے خلاف ---

اوہ --- ہریسمنٹ کے سپلینگز آتے ہیں آپ کو ----جسٹ فار انفارمنشن اوزگل کا سرخ چہرہ دیکھتے کندھے اچکایے --

افففف بھاڑ میں جاییں --- نیولا نا ہو تو ۔باقی جملہ دل میں مکمل کیا

ہریسمنٹ کے کیس بعد میں کرے گا مس دوڑا پہلے بادام کھایے ۔۔ جس طرف آپ جا رہی ہیں وہاں دیوار ہی آتی ہے ۔۔ اوزگل کو کارڈیر میں بڑھتے دیکھ پیچھے سے ہانک لگای ۔۔۔ طراب کی بات پر ہر وقت ٹانگوں کو بریک لگی تھی ورنہ سر دیوار میں بجتا ۔۔۔ خونخوار نظروں سے طراب کو گھورتے اس کے قریب سے گزرنہ چاہا جب وہ بلکل سامنے آتا راستہ بلاک کر گیا تھا ۔۔

کیا بدتمیزی ہے یہ ؟ دیوار کی طرح کھڑے طراب کو دیکھتےسخت لہجے میں کہتے دوسری جانب سے گزرنا چاہا جب ا یک بار پھر طراب نے راستہ روکا

بدتمیزی تو آپ کر رہی ہیں محترمہ میں تو خاموشی سے آپ کے وار سہ رہا ہوں زبان کے بھی اور آنکھوں کے بھی ۔۔۔ اوزگل کی طرف جھکتے آواز سرگوشی میں ڈوبی تھی ۔۔

دیکھیں سر ۔۔۔

دیکھ رہا ہوں کیا آپ روتی رہی ہیں ۔۔ چہرہ کچھ اور قریب کیا جب اوزگل گڑبڑتے دو قدم پیچھے ہوی پر طراب ہاتھ بڑھتا اس کے چہرے سے عینک اتار چکا تھا۔ دو قدم قریب آتے براہ راست آنکھوں میں جھانکا جو رونے کے باعث سوج چکی تھیں ۔۔۔ کندھے تک آتے بال بے ترتیب تھے چھوٹی سی ناک سرخ ہو رہی تھی ۔۔ طراب نے بڑے غور سے ایک ایک نقش دل میں اتارا تھا ۔۔۔۔

اگر رونے کی وجہ کوی لڑکا ہے ڈورا تو تمہارے سمیت اس کی بھی یہ رات آخری رات ہو گی ۔۔۔ اوزگل کی پھیلتی آنکھوں کو نظر انداز کرتے وہ بولتا جا رہا تھا

اور اگر وجہ کوی اور ہے تو یہ آخری بار ہے جو میں تمہاری آنکھوں کا یہ حشر دیکھ رہا ہوں دوبارہ تمہاری آنکھیں بھیگی تو بہت برا پیش آوں گا۔۔۔ بھاری آواز میں کہتے پہلی بار اوزگل کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔ کالی سیاہ آنکھوں میں ہلکورے لیتا جنون اوزگل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی ہوی تھی وہ بچی نہیں تھی جو اس کا انداز ناسمجھ پاتھی ۔۔۔

آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر حکم چلانے والے میں کسی لڑکے کی وجہ سے روں یا کسی اور وجہ سے آپ کے پاس کوی حق نہیں ایسی بکواس کرنے کا ۔پوری قوت سے طراب کو دھییکلتے اوزگل چیخی تھی ۔۔۔۔

اور اگر تمام حقوق میں اپنے نام لگا لوں ۔۔۔۔۔اپنے قریب سے گزرتی اوزگل کے بازو کو پکڑتے ایک جھٹکے سے دیوار کے ساتھ لگایا جھٹکا اتنا شدید تھا کے اوزگل کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی ۔۔۔

میں آپ کو ایک تمیز دار شخص سمجھتی تھی پر آپ انتہای گھٹیا آدمی ہیں شرم آنی چاہیے اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی کو پرپوزل دیتے ہوے ۔۔۔ اوزگل کا چہرہ خفت سے سرخ پر رہا تھا

تم بہت لکی ہو ڈورا ورنہ اپنے سامنے اتنی زبان چلانے والوں کو میں کسی قابل نہیں چھوڑتا-- اور عمر میں سات آتھ سال ہی چھوٹا ہوں گا محترمہ وقت پر شادی کر بھی لیتا تو بھی کم از کم تمہاری جتنی بچی تو نا ہوتی میری --- اتنی کوی چوچی کاکی آپ ---افففف ایک اس کے قریب سے اٹھتی سیرین کی مہک --- اس کی کالی سیاہ آنکھیں اوزگل کے حواس مختل کر رہی تھی -- بازو پر ڈھیلی ہوتی گرفت پر تیزی سے ہاتھ چھرواتے طراب کے حصار سے نکل کر بھاگنا چاہا تھاجب اس کی آواز نے قدموں کی رفتار سست کی تھی --

اگر تمہے لگ رہا ہے میرے حصار سے نکلنا اتنا آسان ہے تو بیوقوفی ہے -- جو چیز طراب عالمگیر کے دل کو بہا جایے تو سمجھو وہ دنیا کی جس بھی نکر میں ہے تو طراب عالمگیر ڈھونڈ نکالے گا اوزگل مرے بغیر بھاگتی چلی گیی تھی خوف کسی ناگ کی طرح پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا --

----

ہاتھ چھوڑو میر ا اسد ورنہ میں -----

ورنہ کیا ہاں میں نے کہا تھا نا میرے ساتھ رہنا ہے تو میرے مطابق چلنا ہو گا یہ پارسای کا ڈرمہ کرنا بند کرو-- زوا کی کلای مڑوڑتے غصے سے جھٹکا دیا تھا--- احسن مراد کے دھمکانے پر وہ ڈنر پر تو آگی تھی پر اسد کے کار کلب کی طرف موڑنے پر اس نے بھرپور احتجاج کیا تھا اور یہ احتجاج کلب میں بھی جاری رہا جس کے نتیجے میں اسد کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا اور بیچ راستے میں اسد کی حد سے بڑھتی بدتمیزی پر آدھی رات سنسان سڑک پر کار وکنے پر مجبور کیا تھا--

ابھی کسی رشتے میں بندھے نہیں ہیں ہم اسد جو تم مجھ اپنی لونڈی سمجھ کے ٹریٹ کرو گے پہلے تو شاید میں اس رشتے کے بارے میں سوچ ہی لیتی پر اب نہیں -- اسد کے منہ پر پھنکارتے اس کے ہاتھ پر اپنے ناخن گاڑھے تھے ---

اچھا اور تمہاری اتنی اوقات ہے --- میری جان تمہارا باپ لونڈی کی حثیت سے ہی تمہیں میرے حوالے کر رہا ہے -- نکاح تو محض فارمیلٹی ہے -- پر اب اس کی بھی ضرورت نہیں رہے گی --- زوا کو گھسیٹتے کار کا دروازہ کھولتے اسے اندر بٹھانے کی کوشش کی تھی جب زوا کے دانت کلای کی جلد کو چیرتے محسوس ہوے تھے رگوں میں اٹھتے ابال پر پوری طاقت سے زوا کے گال پر تھپر مارا تھا---- دھچکا اتنا شدید تھا کے ہاتھوں کے بل زمین پر گڑتے بری طر ح رگڑ پری تھی --چہرہ ہتک کے باعث سرخ ہو رہا تھا --- آنکھوں کے آگے آتی انسوں کی دھند میں اپنے سے کچھ فاصلے پر رکتے قدموں پر سر اٹھایا --اور سامنے کھرے شخص کو دیکھتے چہرہ مزید سرخ ہوا تھا ---

اویے کون ہے تو --- کیا مسلہ ہے ---- زوا کو زمین سے اٹھاتے اسد کی کی بدتمیزی میں ڈوبی آواز پر شہد رنگ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا -- زوا اب غیر محسوس انداز میں اورہان کے پیچھے چھپی تھی --- بے شک وہ اجنبی تھا پر پھر بھی اس کی موجودگی کسی نعمت سے کم نہیں تھی --

میں اورہان اچغزای ----ہاتھ ابڑھاتے بری شرافت سے تعراف کروایا---

تو میں کیا کروں ؟؟ دفع ہو یہاں سے ---

اوہ جا رہا ہوں یار وہ تو مجھے لگا شاید میم اکیلی ہیں تو سوچا مدد کر دوں پر خیر -- کیری اون --- زوا نے بے یقینی سے اورہان کو دیکھا تھا جو اس کی ایک سایڈ سے ہوتا جانے کے لیے مڑا پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ مڑا نظریں زوا کی کلای سے ہوتی اسد کے ہاتھ پر ٹکی تھیں جس کی گرفت زوا کی کلای پر سخت ہوتی جا رہی تھی

ویسے کیا لگتے ہیں آپ ایک دوسرے کے ---

منگیتر ہے میری تجھے کوی مسلہ ---- اسد کے چہرے پر تناو بڑھا تھا کون تھا یہ پاگل ---

اوہ تو کیا کوی لڑای ہوی ہے -مطلب دیکھیں ایسے بیچ سڑک میں ایسے کتوں کی طرح لڑنا اچھی بات نہیں --

تیری تو----

نہیں نہیں یار چہرے پر نہیں ساری خوبصورتی مانند پر جایے گی چہرہ نہیں --- اسد کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے کی قدم دور ہوا-- پھر انگلیوں کی جھری میں سے زوا کا لال بھبوکا چہر ہ دیکھتے بری معصومیت سے بات مکمل کی

ایسا کرو میری طرف سے لڑو مڑو یہی رات گزار دو ایک دوسرے کو مارتے رہو میں چلتا ہوں -کیری اون پلیز -زوا کے قریب سے گزرتے غیر محسوس انداز میں بلکل چھوٹی سی شیشی زوا کی مٹھی میں دی تھی زوا نے ناسمجھی سے ہاتھ میں پکڑی شیشی کو دیکھا اور آنکھیں بے اختیار چمکی تھیں نظر اورہان پر پڑی جو کچھ دور جا کر مزے سے چونکری مارتے زمین پر بیٹھا تھا ہاتھ بڑی فرست سے چونگیم کا پیکٹ کھول رہے تھے

اسد کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ پیپر سپرے کا ڈھکن کھولتے پوزیشن سنبھالی اس سے پہلے وہ دوبارہ اسے پکڑتا نوزل کامنہ اس کی طرف موڑتے اس کے چہرے پر سپرے کیا تھا -- آنکھوں میں ہوتی جلن پر زمین پرگھٹنوں کے بھاربیٹھتے سڑک پر اسد کی کراہیں گونج رہی تھیں زوا نے فاتح نظروں سے اورہان کو دیکھا جو ہاتھوں سے تالی بجاتا اسے داد دے رہا تھا--

تم جاہل عورت کیا کیا ہے ۔۔ آہ پانی ۔۔ پانی دو بیوقوف ۔۔ اس کی چیخ کو نظر انداز کرتے کمال بے نیازی سے اورہان کے قریب رکے سنجدہ نظریں اس پر ٹکای

مین روڈ تک ڈراپ کر دو گے ----

ہمممم ایک شرط پر ---ہاتھ جاڑھتے زوا کے مقابل کھڑا ہوا لمبا قد ہلکی بڑھی شیو ماتھے پر بے ترتیب بال صاف رنگت پر چمکتی شہد رنگ آنکھیں وہ بہترین آیڈیل تھا کسی سلطنت کا خوبصورت بادشاہ ۔زوا کا دل بری طرح ڈھرکا تھا نظروں کا زوایہ موڑا تھا۔۔ آدمیوں کو اتنا حسین بنانے کی کیا ضرورت تھی ---ہمم

پھوٹو۔لٹھ مار انداز

ایک کپ چایے ---

میں چایے نہیں پیتی ۔۔ جواب فٹاک سے آیا

کیا؟؟؟ کہ دیں یہ جھوٹ ہے مس خود کشی کہ دیں آپ نے مجھ سے جان چھڑانے کے لیے یہ جھوٹ بولا ہے --- دونوں گالوں پر ہاتھ رکھتے آنکھیں ضرورت سے زیادہ پھلاییں تھیں ۔۔ اور اس کی اس قدر ایکٹینگ پر زوا بے ساختہ ہنسی تھیں

میں واقع نہیں پیتی چایے کافی کچھ بھی ۔وہ دونوں ارد گرد سے بے نیاز ایسے مگن تھے جیسے اس سے اہم گفتگو ہو ہی نہیں سکتی اسد ابھی تک کراہ رہا تھا پر پروا کسے ہے ---

نہ پسند کر ے جو چاۓ جیسی ہر دل عزیز کو

تھپڑ رسید کیجیے ----اس بدتمیز کو۔

جزب سے شعر پڑھتے زوا کے وا ہوتے لب پر قہقہہ بلند ہوا تھا --- پھر ہاتھ میں پکڑی چابی کا بٹن دباتے اس کے ہونق چہرے کو دیکھا ۔۔

کم اون میں نے مارا تھوڑی ہے ---

تمہارا کوی بھروسہ بھی نہیں ہے ۔۔سر جھٹکتے کار کا درواز ہ کھولتے وہ اورہان کو مسکرانے پر مجبور کر گی تھی ۔۔ کار میں بیٹھتے اورہان کی نظر اس کے گال پر پڑی تھی جس پر اسد کی انگلیوں کے نشان واضح تھے مسکراہٹ غایب ہوی تھی ۔۔ ایک نظ ر اسد پر ڈالی جو اب گرتا پڑتا کار سے پانی تلاش کر رہا تھا پھر موبایل پر ایک نمر ڈایل کرتے فون کان سے لگایا۔

ایڈریس اور کار نمبر سینڈ کر ہا ہوں جب تک میں آ نہیں جاتا تب تک اس کی بھر پور خدمت کرنا۔ٹھنڈے لہجے میں کہتے فون پاکٹ میں ڈالا

ویسے تمہار اکوی گھر نہیں ہے جب دیکھو سڑکو پر پایے جاتے ہو--- اسلام آباد کے پوش ایریا میں بنے چایے خانے کا منظر خاصہ پر رونق تھا ۔ ٹاپ فلور پر لگی فیری لایٹس اور ٹیبلز پر پڑی سینٹینڈ کینڈلز نے ماحول خاصہ رومانوی بنا رکھا تھا گرل کے پاس پڑی کرسیوں سے پورا اسلام آباد نظر آتا تھا --- دور لکڑی کے تختے پر کچھ لڑکے میوزک انسٹرمنٹ سیٹ کر رہے تھے یقین کوی قوالی نایٹ ٹایپ ہونے والی تھی ۔ اپنے سامنے بیٹھتے اورہان کو دیکھتے انتہای سنجدگی سے سوا کیا۔

اور یہ سوال میں نہیں کر سکتا کیوں کے آپ تو ویسے بھی جنات کے قبیلے سے ہیں اور وہ سڑکوں پر ہی پایے جاتے ہیں ۔ جواب اسی سنجدگی سے آیا تھا زوا نے بے زاری سے گردن گھما کے ارد گرد کا جایزہ لیا

ویسے تمہیں اسے مارنا چاہیے تھا --- کسی لڑکی کو ہریس ہوتے دیکھ اتنا ٹھنڈا ریکشن انتہای بیوقوفانہ حرکت تھی جو تم نے کی --

مس خود کشی ---

زوا نام ہے میرا ڈنگر --- اورہان بے ساختہ ہنسا تھا یہی مس کر رہا تھا

تو مس زوا میں ایک انتہای شریف۔ تمیز یافتہ ۔ تہذ یب یافتہ --- اور بااخلاق انسان ہوں مار کٹای کو پسند نہیں کرتا --- خام خاہ لاتوں مکوں سے میرے چہرے پر کوی ڈینٹ پینٹ پر جایے --- نہ بھٔی نو کمپرومایز ود بیوٹی ۔ اتنی سمجھداری والے جواب پر زوا لا جواب ہوی تھی ---

ویسے بھی جو لڑکی اپنے لیے آواز نہیں اٹھا سکتی اس کی مدد کوی کیا ہی کرتا۔

اور کیا آواز اٹھاتی میں ---لہجہ چڑچڑا ہوا تھا کیا ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی آواز اٹھا و ----

جب تھپر پڑا تھا ایک اس کے منہ پر بھی مارتی --- جب گالی دی تھی دو اور دیتی --- جب زدو کوب کیا تھا دو تین لاتیں مارتیں ---- اپنے اوپر سے پریوں کا ٹیگ اتار دیں محترمہ   --- بد قسمتی سے   پرستان کی بجایے آپ لڑکیاں حیوانات کی زمین پر اتر گیی ہیں اور یہاں سروایو کرنے کے لیے ۔ اپنے آپ کو مظبوط بنانا سکھیں ---- لہجہ دو ٹوک تھا آنکھیں زوا کے سوجے چکے گال پر ٹکیں تھیں اشتعال تھا کے بڑھتا جا رہا تھا---

کہنا بہت آسان ہے جو برداشت کر تا ہے اسے پتا ہے --

انتہای بکواس دلیل ہے --- پسند نہیں آی مجھے --- ویٹر کو دیکھتے خاموشی اختیار کی ویٹر اب جھکتے چایے کو مگوں کے ساتھ سینڈیوچ اور پیسڑی سرو کر رہا تھا۔ زوا نے بے زاری سے اورہان کو دیکھا ----

میں چایے نہیں پیتی ---

آج سے شروع کر دو با خدا دعاییں دو گی --- پیچھے اب مدھم میوزک کی آواز پر ہر طرف خاموشی چھاتی جا رہی تھی

تم اتنے ڈھیٹ کیوں ہو---- عاجزی سے سوال کیا گیا تھا

کیوں کے میں اورہان اچغزی ہوں --- مغرور لہجہ پر زوا کو برا نہیں لگا تھا وہ واقع اورہان تھا (عظیم رہنما)

لکڑی کے تخت پر بیٹھا گایکر سریلی آواز میں کسی فارسی کا کلام پڑھ رہا تھا--- جو زوا کے سر کے اوپر سے گزر رہا تھا ۔۔ دفعتا اس کی نظر اورہان پر پڑی جو زیر لب وہی غزل دہرا رہا تھا۔

تمہیں سمجھ آ رہی ہے وہ کیا کہہ رہا ہے ۔۔ راز درانہ اندز میں اورہان کی طرف جھکتے پوچھا اور شہد رنگ آنکھیں کتھٔی آنکھوں سے ٹکرای تھیں اورہان کو لگا تھا وہ یہ منظر پوری زندگی نہیں بھول سکے گا کتھی آنکھوں میں پڑتی فیری لایٹس کی روشنی ،شفاف چہرے پر کندھے سے پھسلتے بھورے بالوں کی لٹیں کٹاو دار لب دانتوں سے چباتے وہ اورہان کو منجمند کر گیی تھی ۔۔ بولو بھی ---- خفگی بھری آواز پر نظروں کا رخ موڑنا چا ہا ۔۔ دل کی بغاوت کو نظر انداز کرتے جب بولا تو لہجہ بھاری تھا۔ کی جزبات کی عکاسی کرتا ہو ا

یہ مولانا رومی کی ایک بہت مشہور تصنیف "مثنوی معنوی " کی نظم ہے ---یہ عشقِ حقیقی کے بارے میں ہے --- وہ اب گایکر کے ساتھ گنگاتا زوا کا قید کر ہا تھا

عشق را پانصد پَر است
و هر پَری از فرازِعرش تا تحت الثری

(عشق کے پانچ سو پر ہیں ،اور ہر پر عرش الہی سے لے کر زمین کی تہہ تک پھیلا ہوا ہے)

زاهدِ با ترس می تازده بھ پا عاشقان پران تر از برق وا هوا

(زاهد خوف کے ساتھ اپنے قدموں سے چلتا ہے ،جبکہ عاشق بجلی اور ہوا سے بھی تیز پرواز کرتا ہے)

کی رسند این خایفان در گرد عشق ** که آسمان را فرش سازد درد عشق

(اگر میں عشق کی تفصیل مسلسل بیان کرتا رہوں ،سو قیامتیں گزر جاییں پھر بھی وہ مکمل نا ہو)

پگھلتی رات میں اورہان کا بھاری لہجہ ۔۔ زوا کو قید کر ہا تھا ایسی قید جس سے وہ واقف بھی نہیں تھی -- پلکیں جھپکایے بغیر اورہان کو دیکھتے وہ اس کے لہجے میں کھوی تھی جب آخری شعر پڑھتے شہد رنگ آنکھیں کتھی آنکھوں سے ٹکرای تھیں ۔۔ اور اردگرد پھیلتا اندھیرا ایک اور خاموش محبت کا گواہ بنا تھا ----

(جاری ہے)